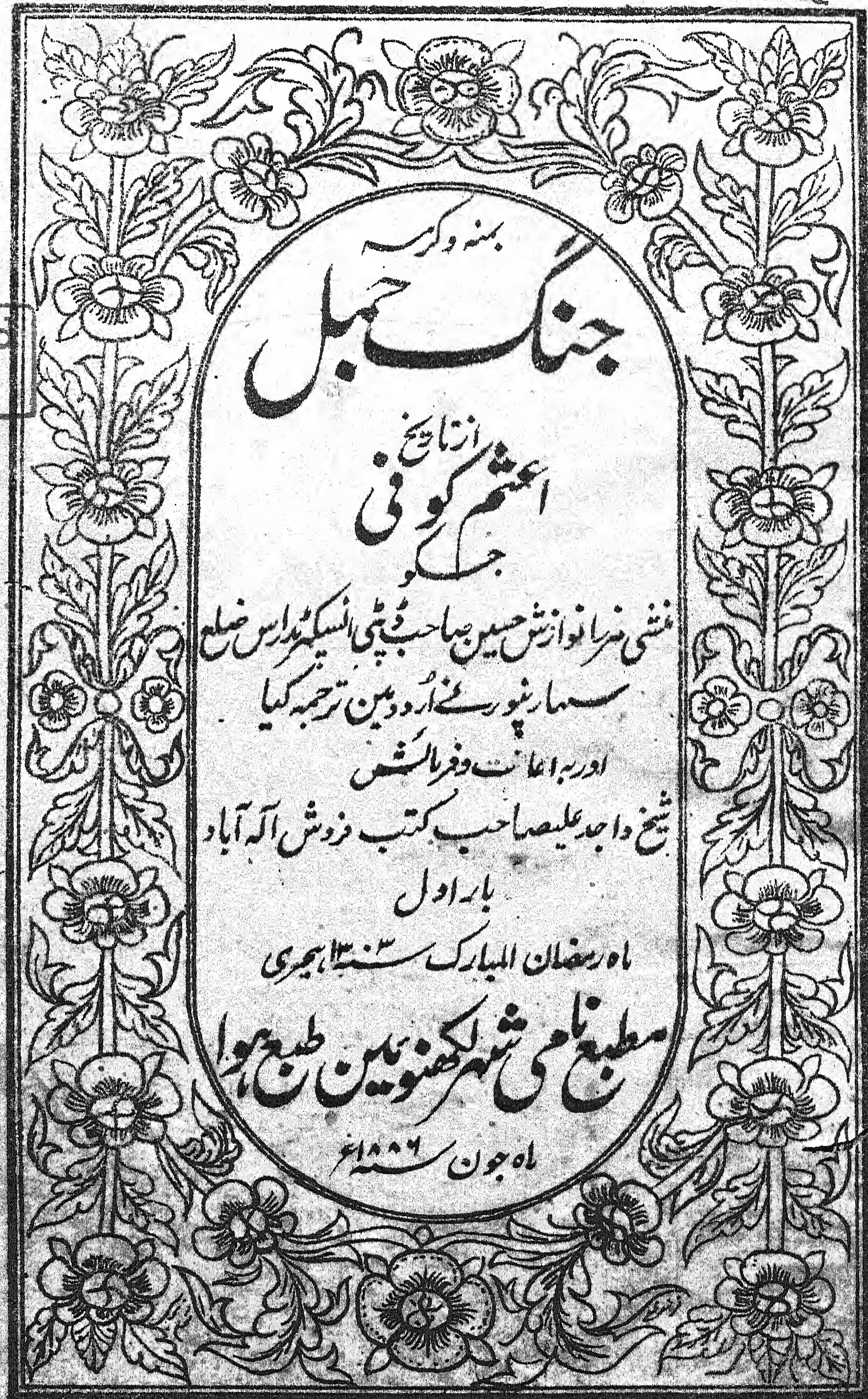


بمنہ وکرمہ

جنگ جمل

از تاریخ

اعثم کوفی

جسکو

منشی مہر نوازش حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع
سہارنپور نے اردو مین ترجمہ کیا

اور باعانت وفرمائش

شیخ واجد علیصاحب کتب فروش الہ آباد

بار اول

ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۳ ہجری

مطبع نامی شہر لکھنؤ مین طبع ہوا

ماہ جون سنہ ۱۸۸۶ع

نمبر ۳۰۳

۵۱۶۲۱

Checked 1987

CHECKED 1995

CHECKED

واضح ہو

کہ منجملہ دیگر علوم ضروری کے علم تواریخ سے آگاہ ہونا بھی ایک واجبی اور لازمی امر ہے۔ علی الخصوص ایسی کتب تواریخ سے جنکے مؤرخین نے حقوق تواریخ نویسی کو حتی الوسع پورا پورا ادا کیا ہو۔ اور جنکے بیانات واضحہ مین تعصب اور نفسانیت کی بو نہ آتی ہو۔ اور جو بالاتفاق معتبر اور مستند سمجھی جاتے ہون۔

تواریخ کی اکثر کتابے مستند عربی زبان مین ہین جو اب تک چھاپی بھی نہین گئین اگر وہ اہل اسلام کی سلطنتہاے یوروپ و ایشیا کے کسی مقام مین طبع ہو بھی گئی ہون تب بھی اس ملک مین ایسے لوگ بہت ہی کم ہین جنکو ان کتابونکے چھپ جانے کا حال معلوم ہو اور جو اُن کو ولایتہاے دور دراز سے بصرف زر کثیر منگوا کر ان کے مضامین عربی سے منتفع ہون۔

بعض مستند کتابین علم تواریخ کی فارسی مین بھی موجود ہین لیکن انکا کمیاب بلکہ نایاب اور بیش قیمت ہونا اُن کی اشاعت عام کے حق مین اسقدر حارج ہے کہ سوا خاص خاص شائقین مستطیع کے کم بضاعت لوگ اُن کو ہرگز بہم نہین پہونچا سکتے ✢

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

بمنہ و کرمہ

جنگ جمل

از تاریخ

اعثم کوفی

جسکو

منشی نیر انوازش حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع
سہارنپور نے اردو مین ترجمہ کیا

اور بہ اعانت و فرمائش

شیخ واجد علی صاحب کتب فروش آلہ آباد

بار اول

ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۳ ہجری

مطبع نامی شہر لکھنؤ مین طبع ہوا

ماہ جون سنہ ۱۸۸۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راویان اخبار یون کہتے ہین - کہ جب خبرِ واقعہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی اور
تعینِ خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے عالم مین مشہور ہوئی - تو یہہ حال عبد اللہ
بن عامر بن کریز کو بھی معلوم ہوا - عبد اللہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے
امیر بصرہ مقرر تھا - اُسکو خوف ہوا کہ اب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ امارت بصرہ
سے اُسکو معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو وہان مقرر کرینگے - لہذا عبد اللہ نے ایک
شخص کو بھیجا کہ وہ سب لوگونکو جامع مسجد مین حاضر کرے - غرض جب سب لوگ جمع
ہوئے تو عبد اللہ نے کہا کہ سنو بھائیو امیر المومنین عثمان کو ظلم سے قتل کیا - اور
تمھارے ذمہ اُنکے حقِ بیعت کی حفاظت واجب ہے - اور حقوقِ احسان کی رعایت
احسان کنندے کی وفات کے بعد زیادہ تر نیک سمجھے جاتے ہین - لہذا مین نہین
چاہتا کہ خون عثمان ضائع ہو جاوے - مین اُس وقت تک صبر کرونگا تاوقتیکہ اُن کے
کشندونکو گرفتار نکرلون - اور بقصاص اُسکے انکو قتل نکرون - تبھئے حال علی بن ابوطالب

اور نیز اوس جماعت کا جنھون نے اُنکے ساتھ بیعت کی ہے سن ہی لیا ہے۔ پس
تمکو لازم ہے کہ تیار رہو۔ اور اسباب جنگ فراہم کرو۔ اور مجکو اس کام مین مدد دو
بجواب اُسکے ایک شخص کہ جو نام آور اُن بصرہ مین سے تھا بولا۔ کہ اے پسر عامر کچھ
بھلو گو نکو تیرے ہاتھ کسی نے بیچ نہین ڈالا۔ یا تو نے اس شہر کو تلوار کے زور
سے فتح نہین کیا۔ بلکہ تو یہان ایک نائب عثمان کا مقرر کیا ہوا تھا کہ آج اُنکو قتل
کر چکے۔ اور قاتلان عثمان مدینہ مین بیٹھے ہین۔ اور فرزندان عثمان جنکو استحقاق
طلب قصاص حاصل ہے وہ بھی مدینے ہین ہین۔ اور جماعت بزرگان و اکابر صحابہ
و اراکین دین دولت امیر المومنین علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے کہ جلالت قدر
و رفعت و منزلت اُنکی ظاہر ہے بیعت کر چکے۔ اور سب اُنکی امامت و خلافت پر
متفق ہو چکے ہین۔ پس اگر امیر المومنین علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بھی بدستور سابق
تجکو امیر بصرہ قائم رکھین اور اس امر تیرے حق مین کوئی فرمان تحریر کرین۔ تو
ہم سب بھی اُنکی تبعیت کرینگے۔ بلکہ اُنکے حکم کی تعمیل کو بطریق واجب جانینگے۔ اور
اگر تجکو معزول کرکے ہمارے لیے دوسرا امیر بھیجین تب بھی اُنکو اختیار حاصل ہے
مگر اسوقت تجکو کیا منصب ہے کہ ہمسے فراہمی لشکر اور ہتھیار وغیرہ کی خواہش کر رہا ہے
جب عبداللہ بن عامر کو معلوم ہوا کہ ساکنان بصرہ مخالفت امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ پر اوس سے موافق نہونگے۔ فوراً خاموش ہو رہا۔ اور اوٹھکر چپکا اپنے مکان پر
چلا گیا۔ اور اپنی طرف سے ایک نائب بصرہ مین چھوڑ کر آپ ہی راتکو مدینہ کیطرف بھاگا
تاکہ وہان جاکر خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کرے۔ کہ کیا
صورت ہے۔ الغرض جب مدینہ مین پہنچا۔ اوّل طلحہ اور زبیر سے ملاقات کی ان
دونون نے اوس سے کہا کہ تو کیون یہان آیا۔ اور بصرہ کو کیون ہاتھ سے کھو دیا
اور اپنے مال و زر کو جو تیرے قبضے مین تھا کیون ضایع کیا۔ شاید علی بن ابوطالب سے

تو دو گیا حالانکہ وہ تیر اکیا کر سکتا ہے اتنا تو بصرہ مین توقف کیا ہوتا۔ کہ ہم لوگ تیرے پاس پہونچ جاتے۔ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے بھی اوسکو مدینہ مین چلے آنے پر بہت کچھ ملامت کی اور کہا کہ تجکو بصرہ مین ضرور ٹھہرنا لازم تھا۔ اور مناسب نہ تھا کہ ایسا شہر ہاتھہ سے چھوڑ دیا جاتے۔ القصہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا کام بگڑنے لگا۔ جابجا طرح طرح کے خلل ظاہر ہوئے۔ اور اطراف وجوانب سے دشمنون اور حاسدون نے سر اٹھایا۔ جسجگہہ عاملان امیر المومنین جاتے تھے وہان اونکی عزت اور توقیر نہ ہوتی تھی۔ اور وہ بیحرمت ہوکر واپس آتے تھے۔ البتہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ و اہل مصر اور بعض دیگر مقامات جو اطراف حجاز مین واقع تھے۔ امیر المومنین کے فرمانبردار تھے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے جب یہہ حال دیکھا تو معلوم ہوا کہ آتش فتنہ و فساد ضرور مشتعل ہوگی لہذا اپنے دوستون سے کہا کہ مجھے اس کام کی ابتدا مین جو کچھہ اندیشہ تھا آخر کو وہی ظاہر ہوا۔ کہ مفسدون اور بادشاہون نے دست درازی شروع کی اور میری اطاعت چھوڑ کر عداوت اور مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ اور فتنہ کی مثال آگ کی مانند ہے کہ جب شعلہ بلند ہو کر جسقدر زیادہ مشتعل ہوتا جاتا ہے اتنی ہی آگ کی قوت بڑھتی جاتی ہے۔ اور مین اپنے وسعت امکان تک اس آگ کے بجھانے مین کوشش کرونگا اور بلطف و خوبی اس معاملہ مین پیش آونگا۔ اگر مطلب حاصل ہوا تو بہتر ہے کہ یہہ لوگ براستی میری اطاعت قبول کرلین ورنہ ان مفسدون کے ساتھہ مین ضرور جنگ کرونگا۔ ایک رات امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سرائے کمینی سے باہر چلے آتے تھے کہ اسی حالت مین زینب دختر ابو سفیان کی دروازہ پر پہونچکر سنا کہ کوئی دف بجا بجا کر ایک شعر گا رہا ہے جسکا مضمون یہہ ہے۔ کہ طلحہ اور زبیر قتل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ مین کوشش کرچکے ہین۔ اور اس فساد کی

احوال امیر المومنین

تمثیل فتنہ بآتش

آگ بھی جو ہی لوگ بھڑکا رہے ہین۔ اگرچہ آج انھون نے علی ابن ابیطالب سے
بیعت کی ہے لیکن اس بیعت کی کچھ بھی اصل نہین ہے۔ کیونکہ آخر کو یہہ
دونون اونسے مخالفت کرینگے ظاہر مین تو اونکے دوست بنے ہین لیکن
بطون انکا نزاع اور دشمنی سے خالی نہین ہے۔ یہہ سنکر امیرالمومنین علی رضی
اللہ عنہ زینب کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور جو تمام اشعار دف بجا کر گاتی
جاتے تھے اول سے آخر تک سنکر بہت تعجب کیا۔ اور وہان سے واپس آئے
تمام رات ان اشعار پر اندیشہ کرتے رہے جب صبح ہوئی۔ تو مسجد مین جا کر نماز
صبح پڑہی۔ اور ان شعرونکا قصہ اپنے دوستون سے بیان کیا۔ انھون نے
جواب دیا کہ امیرالمومنین کو خاطر جمع رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ خداوند تعالے
نگہبانی اور رعایت اوس شخص کی فرماتا ہے کہ جو راست گفتاری پر قائم
رہے اور قواعد عہد و پیمان مین مخالفت کو راہ نہ دے اور اوس شخص سے اللہ
بیزار ہے جسکا عہد و پیمان مضبوط نہو اور جسکے قول و فعل پر عقلمندونکو اعتماد
نہووے۔ دوسرے دن طلحہ و زبیر امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے
اور کہا کہ ہمارا ارادہ واسطے ادائے عمرہ کے مکہ جانے کا ہے۔ لہذا ہم
امیرالمومنین سے اجازت لینے اور رخصت ہونے آتے ہین۔ امیرالمومنین علی
رضی اللہ عنہ نے انسے کہا کہ تم بسبب ادائے عمرہ کے مکہ نہین جاتے ہو بلکہ
مین خوب جانتا ہون کہ جو کچھ تمہارے دلونمین خیالات ہین۔ اس کلام کے شروع
ہی مین تمسے نہ کہتا تھا کہ مجھے خلافت کی طرف رغبت نہین ہے۔ اور مین تمسے
خود بیعت کرنیکو آمادہ تھا لیکن تمنے آپ ہی قبول نہ کیا۔ اور قسمین کہاتین کہ ہم آپکے ساتھ
موافقت کرینگے۔ مخالفت کے گرد ہرگز نجاوینگے۔ اور آپکے عہد و پیمان پر
ثابت قدم رہینگے۔ افسوس کہ یہہ سب قول و قرار بھول بھال کر دوسرا ہی اندیشہ

کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم مکہ کو جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالے تمہارے دلکا
حال خوب جانتا ہے اور تمہارے باطن کی کیفیت خوب سمجھتا ہے۔ خیر جہاں چاہو
جاؤ۔ یہ سنکر طلحہ و زبیر۔ سر جھکائے بیٹھے رہے۔ اور کوئی جواب ندیا۔ اور امیر المومنین
کے پاس سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور عبد اللہ بن عامر بھی کہ ماموں زاد بھائی
امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا ہمراہی اونکے چلا۔ اور اُن سے کہنے لگا
کہ تمنے نہایت ہی خوب کیا کہ مدینہ سے باہر چلے آئے۔ واللہ کہ تو ہزار ہزار
شمشیرزن تمہاری مدد کے لئے میں فراہم کرونگا۔ القصہ جب یہ سب مکہ میں پہونچے
تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی معہ ایک جماعت بنی اُمیہ کے وہاں موجود تھیں
جب سنا کہ طلحہ و زبیر و عبد اللہ بن عامر بھی پہونچگئے ہیں۔ تو بہت ہی خوش ہوئیں
اور ان سب کے وہاں پہونچنے پر نہایت ہی مسرت ظاہر کی۔ اور قصد مخالفت امیر
المومنین علی رضی اللہ عنہ کا جو دل میں تھا مصمم کیا اور بنی اُمیہ بھی اس مخالفت کی سبب
جمع ہوگئے۔ اور نہایت ہی خوشی اور بشاشت اونکو حاصل ہوئی۔ اور عائشہ رضی اللہ
عنہا کے پاس حاضر ہو کر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کی طلب کرنے میں انکو
ترغیب دینے لگے۔ عبد اللہ بن عمر اسوقت مکہ میں تھے طلحہ و زبیر نے اون سے
کہلا بھیجا کہ عائشہ خونِ عثمان کے طلب کرنے میں تمام تر خواہش رکھتی ہیں۔ بلکہ ہمارے
ہمراہ بصرہ میں آنے کا ارادہ ہے۔ لہذا تمکو بھی آنا چاہیے۔ کہ خلافت کے لیے سب
لوگوں سے تم ہی زیادہ سزاوار ہو اور جسقدر ممکن ہوگا۔ تمہاری رعایت اور جانب
داری میں ہم لوگ کوشش کرینگے۔ اور ہر طرح سے خلافت کو تمہارا حق تصور کرینگے۔ لہذا
تمکو چاہیے کہ ہمارے ساتھ موافقت کرو۔ اور وہ لوگ کہ جو ابتدا ءِ بیعتِ عثمان اور بیعت
علی میں ہمسے کہتے تھے خیال میں نلاؤ۔ بلکہ اون امور میں جو آج ہم کہہ رہے ہیں۔
غور و تامل کرو اور یقین جانو کہ یہ قصد جو آج ہملوگوں کا ہے محض واسطے صلاحِ کار کے

امت محمد علیہ الصلوٰۃ کے ہے - اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ جنکی حرمت اور
بزرگی کا حال ظاہر ہے - اس کام مین ہمارے ساتھہ موافق ہین - بلکہ وہ مسلمانونکی
صلاح کار اس مین جانتے ہین - لہذا ہم یقین کرتے ہین کہ جو کچھہ عائشہ فرماوین
تم اوسپر اعتراض نکروگے اور نہ اونکی مصلحت سے تمکو عدول کرنا لازم ہے - عبد اللہ
بن عمر نے جواب دیا کہ اے حضرات آپ چاہتے ہین کہ مجکو اسطرح فریب دین
جیسے کہ خرگوش کو دھوکا دیکر اوسکے سوراخ سے باہر لاتے ہین - اسیطرح آپ لوگ مجکو
میرے گھر سے نکال کر بعد اسکے شیر کے موںھہ مین یعنی علی ابن ابیطالب کے سامنے
ڈالا چاہتے ہین - تو خوب سمجھہ لیجیے کہ آپ لوگونکی یہہ باتین میرے سامنے چل
نہ سکینگی اور آپ لوگ کسی طرح مجکو فریفتہ نکر سکینگے - اس لیے کہ آدمیونکو سونے چاندی
اور بیچ پیسے طرح طرحکے اشیاء دنیاوی سے فریب دیا جاتا ہے حالانکہ مینے ان چیزونسے
برخاستہ خاطر ہوکر گوشہ گیری اختیار کی ہے - اگر مجکو اس کام کی خواہش ہوتی تو بعد
وفات میرے باپ رضی اللہ عنہ کے جب میرے لیئے خلافت تجویز ہوئی تھی اور
بغیر کسی رنج و مشقت و مخالفت کے خلافت مجکو ملتی تھی - تو مین ضرور قبول کرلیتا -
اسوقت مینے سب کامونکو ترک کرکے اپنی ہمت عبادت الٰہی پر قائم کرلی ہے - لہذا
مجکو اس کام سے معاف رکھو - بلکہ کسی دوسرے شخص کو اسکے لیے تجویز کرو اسلیے
کہ مین اون لوگون مین سے نہین ہون جو تمھارے مکر پر فریفتہ ہوجاوین - جب ان لوگون
نے یہہ بات عبد اللہ بن عمر کی سنی سمجھے کہ اسکے مکر پر وہ فریفتہ نہوگا فوراً اسکے
خیال سے باز آئے اور اس سے دست بردار ہوئے - اتفاقاً اسیوقت یعلی ابن
منبہ جو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل ولایت یمن تھا - معہ چار سو
اونٹ کے جنپر خزانہ لدا ہوا تھا بصرے مین پہونچا - زبیر نے اوس سے کہا کہ اپنے خزانہ
نقد مین سے کچھہ ہمکو بھی قرض دو - تاکہ جو کام ہمین درپیش ہین اونمین صرف کرین

بعد ازان وہ قرض انکو ادا کر دیا جائیگا - چنانچہ اوسنے ساٹھہ ہزار دینار اونکو قرض دیئے
زبیر نے زرِ مذکور سے لشکر کا لوازمہ مہیا کیا - بعد اسکے بیٹھہ کر صلاح و مشورہ کرنے
لگے کہ اب کسطرف چلنا چاہئے زبیر نے کہا کہ ملکِ شام کی جانب چلنا بہتر ہے -
اسلیئے کہ وہان لشکر اور مال بہت سا موجود ہے - اور چونکہ وہان کا حاکم معاویہ علی
کے ساتھہ عداوت رکھتا ہے لہذا ہمارا جانا معاویہ کو بہت پسند ہوگا - بلکہ اوسکی مدد
اور اعانت سے بڑے بڑے کارہاے مشکل آسان ہو جاوینگے - ولید بن عقبہ
نے کہا کہ ہم لوگون کو ملکِ شام اور وہان کے حاکم معاویہ سے کار براری نہوگی
کیونکہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو جب مخالفون نے گھیر لیا تھا تب امیر المومنین
نے معاویہ کو خط لکھا - اور اوس سے مدد مانگی مگر معاویہ نے مدد دینا قبول نکیا -
اور یہہ بات جائز رکھی کہ امیر المومنین کو مخالفین قتل کر ڈالین تا کہ تمام ملکِ
شام اوسکے زیرِ قلم رہجائے - اب جو تم لوگونکو طمع پیدا ہوتی ہے - کہ تمہارا
ملک شام مین جانا اوسکو پسند آویگا - اور وہ تمہاری مدد کریگا یہہ بالکل خیالِ
محال ہے لہذا بہتر ہے - کہ قصدِ سفرِ شام ترک کرکے کسی دوسرے مقام کا
عزم کرو اور ادہر معاویہ کو بھی معلوم ہو گیا کہ عائشہ و طلحہ و زبیر و جماعت بنی امیہ
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے مخالفت کرکے ارادہ کر رہے ہین کہ ملکِ
شام مین چلے آوین - اس خبر کے سنتے ہی اوسنے سخت ناراض ہوکر چند چٹھیان
ان لوگون کو اس ڈھنگ سے لکہہ بھیجین کہ اونکو یہہ نہ معلوم ہو جاوے کہ یہہ
چٹھیان معاویہ نے بھیجی ہین - مضمون اون چٹھیونکا یہہ ہے کہ مین عائشہ اور طلحہ
اور زبیر کو ایسی نصیحت کرتا ہون جو اونکے حق مین خیر اور نفع سے لبالب ہے
اور وہ نصیحت یہہ ہے کہ یہہ لوگ شام مین نہ آئین اور معاویہ کو تنگ اور ناخوش
نکرین کہ معاویہ بڑا دلیر و تند اور حیلہ ساز ہے - جسوقت کہ عثمان نے جان ناگاہ

معاویہ کو بلایا تو وہ نہ آیا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ عثمان کے خط بھیجنے پر معاویہ کا
اونکے پاس آنے مین کیا مطلب ہے غرض یہہ ہے کہ اگر معاویہ مدد عثمان کے
لئے چلا آتا تو عثمان پر واقعۂ قتل نگذرتا۔ اسی مضمون کی بتین کہکر کسی ناآشنا
شخص کے ہاتہہ مکہ مین بھیدین چنانچہ وہ شخص اوس کاغذ کو لایا اور ایک دیوار
بونشست گاہ طلحہ و زبیر وغیرہ کے سامنے واقعہ تھی چپکے سے لٹکا دیا جب
طلحہ و زبیر نے وہ کاغذ دیکھا تو اوسکو لاکر پڑھا اور سمجھ گئے کہ یہہ حیلہ معاویہ ہی کا
ہے۔ اور یہہ مضمون اسی کی طبعزاد ہین لہذا قصد روانگی شام موقوف رکھا
پس عائیشہ رضی اللہ عنہا پاس ام سلمہ زوجۂ جنکو حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ
وسلم کے جو مکہ مین مقیم تھین آئین اور کہا کہ اے ام سلمہ جو کچھ مصطفے علیہ السلام
کے نزدیک تمہاری آبرو تھی معلوم ہے۔ اور تم ازواج مصطفے علیہ السلام مین
بزرگ تر ہو باین اعتبار کہ اولا جس عورت نے ہمراہ رسولخدا کے ہجرت کی ہے
وہ تمہین ہین اور جو تحفہ و تحائف مصطفے علیہ السلام کے واسطے لاتے تھے وہ
باشارت رسولخدا تمہارے گھر مین آتے تھے۔ بلکہ اونمین سے ہم لوگونکے
حصے بھی تمہاری ہی گھر سے تقسیم ہوتے تھے۔ اب تمکو خوب روشن ہے کہ مخالفون
نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین جو کچھ سختی اور ظلم کیا ہے۔ اور مین
جماعت مخالفین کے اس ظلم پر باین سبب ناراض ہون کہ جب عثمان کو اونھون
نے توبہ کرانا چاہا۔ تو اوس نے توبہ کی۔ اور جن امور کو وہ لوگ اپنے خلاف
سمجھتے تھے ان سب سے بھی انکار کیا۔ اور قسم ہے اوس خدا کی جسکی طرف ان لوگونکی
بازگشت ہے۔ کہ اس جماعت نے تب بھی عثمان کی بات کو باور نکیا اور اوسکو
قتل کر ڈالا۔ اور عبد اللہ ابن عامر یون کہتا ہے کہ بصرہ مین قریب ...۱ ہزار مرد شمشیر
زن کی عثمان کا بدلا لینے کے واسطے جمع ہوتے ہین۔ مجکو یہہ اندیشہ ہے کہ کہین کوئی

نوبت کشتخون کی نہ آجاوے لہذا میرا ارادہ ہے کہ اونکی اصلاح کے لیے ادہر جاؤن
پس تمکو بھی میرے ساتھہ موافقت کرنا چاہیے اور میرے ہمراہ اوس طرف چلنا لازم
ہے تاکہ بمدد ایزدی اس کام کی اصلاح ہمارے ہاتھہ سے ہو جاوے ام سلمہ
نے کہا کہ اے دختر ابوبکر مجھکو اس بات مین تعجب ہے کہ تم اب خون عثمان طلب
کر رہی ہو کیا تم خود لوگونکو قتل عثمان پر ترغیب نہین دیتی تھین اور تم عثمان کو بڈہا
ساحر جگر خوار نہین کہتی تہین بھلا تمکو طلب خون عثمان سے کیا واسطہ ہے اسلیے
کہ عثمان خاندان بنی مناف مین سے ہے اور تم خاندان بنی تیم بن مرہ مین سے ہو
تم دونون مین کسی قسم کی قرابت نہین ہے۔ اور حیات عثمان مین درمیان تمہارے
اور عثمان کے مینے کوئی شکل موافقت بھی نہین دیکھی۔ پھر یہہ کیسی زبردستی ہے
جسپر تمنے قدم رکھا ہے اور علی ابن ابیطالب کے ساتھہ کہ چچازاد بھائی رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین قصد جنگ کر رہی ہو۔ اور اونکی خلافت تمکو
پسند نہین ہے۔ حالانکہ سب مہاجر و انصار اون سے بیعت کر چکے اور اونکی
خلافت اور امامت پر متفق ہو چکے ہین۔ اور باوجودیکہ جو فضیلت اور بزرگی علی
ابن ابیطالب کو حاصل ہے۔ وہ تمہین بہت ہی اچھی طرح معلوم ہے۔ عبد اللہ
ابن زبیر جو مکان ام سلمہ کے دروازہ پر ام سلمہ کی یہہ گفتگو کھڑا سن رہا تھا چلا کر بولا
کہ اے ام سلمہ تو یہہ باتین کب تک کریگی کیونکہ ہملوگ اپنے حق مین تیری
دشمنی کے حالات خوب جانتے ہین۔ تو نے ہملوگونکو کبھی اپنا دوست ہی
نہین سمجھا اور نہ آیندہ کبھی سمجھیگی۔ ام سلمہ نے جواب دیا کہ اے پسر زبیر
کیا تو یہہ چاہتا ہے کہ مہاجر و انصار و شرفاء صحابہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
علی بن ابوطالب کو جو مسلمانونکا والی ہے چھوڑ کر تیرے باپ سے بیعت کرین حالانکہ
تجکو اور تیرے باپکو خوب معلوم ہے کہ تملوگ ناحق اپنے کو اس فتنے مین ڈالتے ہو

جواب ام سلمہ بعایشہ

ابن زبیر

جواب ام سلمہ

خوب یقین رکھو کہ اس شور و غوغا سے تمہارا کوئی مطلب نہ نکلیگا۔ عبد اللہ زبیر نے
کہا کہ ہمنے مصطفی علیہ السلام سے یہہ کلمہ ہرگز نہین سنا کہ علی بوطالب مسلمانونکا
والی ہے۔ ام سلمہ نے کہا کہ تونے نہین سنا تو کیا ہوا تیری خالہ صاحبہ نے
تو سنا ہے جو یہان موجود ہین۔ اور مین انکے منہہ پر یہہ باتین کہہ رہی
ہون۔ ان سے تو پوچھہ تا کہ وہ تجکو بتلادیوین کہ رسولخدا صلی اللہ وسلم
نے علی کے حق مین فرمایا ہے کہ علی میرا خلیفہ ہے میری حالت زندگی مین اور میرے
مرنے کے بعد بھی۔ یہہ کہکر ام سلمہ نے کہا کہ اے عائشہ کیا تمنے یہہ باتین مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہین اور تم اونکی صداقت پر گواہی دوگی یا نہین عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سچ ہے اور اسیطرح ہے اور مینے رسولخدا سے علی
بوطالب کے حق مین یہہ کلمے سنے ہین۔ اور مین اونکی صداقت پر گواہی دیتی
ہون ام سلمہ نے کہا کہ اے عائشہ جبکہ تمکو یہہ باتین معلوم ہین تو پھر
علی کی مخالفت کا ارادہ کیون کیا ہے۔ اور ان فتنہ بردار آدمیون کے فریب
کیون فریفتہ ہوئی ہو۔ خدا سے ڈرو اور جن امور سے کہ مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم نے تمکو خبر دی ہے۔ اور خوف دلایا ہے اونمین پھر غور و اندیشہ
کرو اور خائف رہو۔ اور نصیحت جو حضرت مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام نے
کی تھی وہ نصیحت یہہ ہے کہ اے عائشہ تو میری ان بیبیون مین ہرگز نہونا کہ آب
حواب کے کتے جسکے اوپر بھونکین اور تجکو طلحہ اور زبیر کی باتین کہ وہ کسی
پہلو پر تیرے جلد بہکانے سے باز نہ آوینگے فریب نہ دین کیونکہ تجکو طلحہ اور زبیر
کی باتونکے قبول کرلینے مین کوئی نفع نہوگا۔ اے عائشہ یہہ کلمات مبارک
مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے فراموش نکرو اور اوس وقت کو جبکہ ان حضرت
نے تمکو یہہ وصیت فرمائی تھی یاد کرکے اندیشہ کرو عائشہ رضی اللہ عنہا نے

جب اُمِّ سلمہ سے یہ باتیں سنیں تو اونکو بڑا اسعادم ہوا۔ اور رنجیدہ ہوکر اُمِّ سلمہ کے پاس سے باہر چلی آئیں اور طلحہ اور زبیر و مجمع بنی اُمیّہ کے ہمراہ سعد لشکر مکہ کی طرف سے بصرہ کو روانہ ہوئیں۔ جب یہ لوگ مکہ سے بصرہ کو متوجہ ہوتے تو اُمِّ سلمہ نے امیرالمومنین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ بعد حمد و نعت کے امیرالمومنین علی کو معلوم ہو کہ طلحہ و زبیر مکہ میں فوج جمع کر رہے ہیں۔ اور طلبِ خونِ عثمان میں رائیں لگا رہے ہیں اور بموافقت و مصاحبتِ عبداللہ بن عامر بصرہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالےٰ ان کا کام آپ کے ہاتھ سے تمام کرادے۔ اور انکو بلار بد میں مبتلا کرے اگر یہ بات نہ مانع ہوتی کہ خدا تعالےٰ نے عورتونکو گھروں سے بارادہ جنگ باہر نکلنے کی ممانعت فرمائی ہے اور پیغمبر رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت کچھ مبالغہ فرمایا ہے۔ تو میں اُمِّ سلمہ بھی بارادہ جنگ باہر نکلکر آپ کے لشکر کے ہمراہ اوسیطرف کو جہان وہ لوگ گئے ہیں ضرور ہی چلتی لیکن میرے نہ چلنے کا عذر ظاہر ہے کہ حکم باری تعالےٰ وارشادِ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہیں کر سکتی عمر ابن ابی سلمہ کو جو میرا فرزند ہے کہ ہمکو مصطفےٰ علیہ السلام بھی دوست رکھتے تھے اب حضور کے پاس اسلئے روانہ کرتی ہوں کہ آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور جس مہم پر آپ اشارہ فرمادیں قیام کرے۔ یہ عمر ابن ابی سلمہ بہت بڑا پرہیزگار اور عالم اور عاقل شخص تھا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کو عمر ابنِ ابی سلمہ کی صحبت پسند آئی اور اُمِّ سلمہ کا خط پڑھکر اُنکی بڑی تعریفیں فرمائیں اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اُمِّ سلمہ کے مضمون خط پر بڑی تعریفیں کیں اور اُنکی نیکبختی و پارسائی و صلاحیت و سلامت روی اور عقلمندی اور دیانت داری کی توصیفات کرنے لگے حارث کی بیٹی ام الفضل نے امیرالمومنین علی رضی اللہ

خطِ اُمِّ سلمہ بخدمت امیرالمومنین علی

خطِ ام الفضل بنت حارث بخدمت امیرالمومنین

عنہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ بعد حمد و نعت امیر المومنین علی کو واضح ہو کہ طلحہ و زبیر و عائیشہ نے آپکی مخالفت کا ارادہ مصمم کر لیا ہے اور لوگوں کو آپ کے ساتھہ جنگ و جدال پر رغبت دی ہے۔ اور مشہور کر رکھا ہے کہ خون عثمان طلب کرتے ہین۔ اور جو لوگ جمع کئے ہین اُنکے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سوائے اوس شخص کے جسکا دل شک اور منافقت سے خالی نہو کوئی اور اونکا موافق نہین ہے لہذا وہ وقت بہت جلد آئیگا کہ نصرت و فتح آپ ہی کو اپنا منھہ دکھلائیگی والسلام یہہ خط ایک مرد کو جسکا نام ظفر تھا اور قوم جہنی مین سے عاقل اور خوش بیان تھا معہ ۱۰۰ دینار زرنقد کے دیکر فرمایا کہ ابھی تو اسقدر تیری رعایت مینے کی ہے مگر اِس کام کے انجام دیے بعد مین تجھپر اور بھی احسانات کرونگی تو ایسی کچھہ کوشش کر کہ نہایت ہی جلد خدمتِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین پہنچ جا اور یہہ خط اونکو پہونچا دے۔ جہنی مذکور فوراً روانہ ہوا اور سفر طے ہونے مین نہایت تعجیل و سرعت کرتا تھا حتی کہ مدینہ مین آکر مجمع یارانِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین پہونچا۔ جب ان لوگون نے اُس کو دیکھا تو پوچھا کہ تو کہانسے آیا ہے اور کیا لایا ہے۔ جہنی نے اپنے حالات اور واقعات بیان کئے اور جو نوشتہ کہ لایا تھا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین پہونچایا۔ جب امیر المومنین نے وہ خط پڑھا تو محمد بن ابی بکر کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے کچھہ سنا ہے۔ کہ تیری بہن عائشہ نے کیا ارادہ کیا ہے اور کس خیال کو اپنے دلمین جگہہ دی ہے پہلی تو اوس گھر سے جسمین رہنے کے لئے خداتعالے اُنکو حکم دیچکا ہے باہر نکلی۔ دوسرے طلحہ اور زبیر کو میرے ساتھہ مخالفت کرنے کی ترغیب دلائی اور بہت سے آدمی جمع کر کے میرے ساتھہ لڑائی اور نزاع کرنے کے ارادہ پر بصرہ کیطرف روانہ ہوئی ہے۔ محمد بن ابی بکر نے جب یہہ سنا تو کہا کہ اے امیر المومنین سب

آسان ہے اسلیے کہ خداے عزوجل آپکا مددگار ہے۔ وہ آپکو عاجز نکریگا بلکہ ضرور
فتح دیگا۔ سب مسلمان آپ ہی کی خدمت اور موافقت مین ہین۔ انشا اللہ تعالے
اس معاملہ کا انجام آپ ہی کے حسب دلخواہ ہوگا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ
سب لوگ مسجد مین بلوائے جاوین جب سب کے سب حاضر ہوئے تو فرمایا
کہ اے حاضرین خدا تعالے نے ہملوگونکے لیے ایک سچا پیغبر بھیجا ہے۔ اور ایک
ایسی کتاب عطا فرمائی ہے کہ جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے۔ اور موافق کتاب
رب العالمین اور خبرہاے سید المرسلین کے رفتار نکرنا بلکہ بدعت و شبہ مین مبتلا
ہوجانا موجب ہلاکت کا ہے۔ اور خداے عزوجل کے اوامر نواہی کی حفاظت کرنا
اور حکم رسول کی تعمیل کا لحاظ رکھنا باعث نجات ہے۔ لہذا واجب ہے کہ اسی امر کو
طاعات سے حاصل کرو کہ ہمارے حق مین تمام دنیا و دین کی بہلائی تعمیل حکم
و تابعداری حاکم سے حاصل ہوگی تمکو معلوم ہوگا طلحہ و زبیر میری خلافت و امامت
سے خوش نہوے۔ اور حسد اور شکوک نے انکو میرے ساتھہ نزاع و دشمنی پر آمادہ
کیا ہے۔ اور انھون نے ایک جمعیت قائم کی ہے۔ اور مکہ سے طرف بصرہ کے
گئے ہین۔ لہذا میرا یہہ ارادہ ہے کہ مین اودہر جا کر انکے معاملات کی درستی مین
کوشش کرون اگر یہہ میری اطاعت نکرین اور جنگ و جدل سے پیش آوین تو مین
بھی اون سے لڑائی کرونگا۔ تاوقتیکہ اللہ تعالے ہمارے اور اونکے بیچ مین فیصلہ
کردیوے کہ وہ نیک حاکمون مین سے ہے تمکو لازم ہے کہ آمادہ ہوجاو اور لوازم
جنگ مہیا کرو۔ جب حاضرین مجمع نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے یہہ تقریر
سنی تو آپ کے حکم کو بخوشی خاطر قبول کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا جب اپنی جماعت
کے ساتھہ مکہ سے روانہ ہوئین تو سب سے آگے آگے چلتی تہین۔ ایک صبح جب
بمقام آب حواب پہونچین تو وہان کے کتون نے بھونکنا شروع کیا۔ عائشہ نے

سُنکر پوچھا کہ یہہ کون آب ہے اور اِسکا نام کیا ہے ۔ لوگون نے بیان کیا
کہ اس کو آب حَوآب کہتے ہین عائشہ نے فرمایا کہ واپس چلو واپس چلو دو
یہہ کلمہ دوبار مبالغہ کے لیئے کہا اور پھر اہیون نے پوچھا کہ واپس چلنے کا کیا
سبب ہے جو آپ فرماتی ہین کہا اس سبب سے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وسلم سے مینے سُنا ہے ۔ کہ فرماتے تھے کہ ایک عورت میری ازواج مین سے
ایسے آب پر پہونچیگی کہ جس کا نام آب حواب ہے اور اوس مقام کے کتے اسکی
اوپر شور کرینگے اے حمیرا یعنی اے عائشہ تو اون عورتون مین سے ہرگز نہونا ۔
پس اب مین کسیطرح تمہارے ساتھہ موافقت نکرونگی اور اسی جگہہ سے واپس
جاونگی ۔ اِن لوگون نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دی اور وہین خیمے کیئے جب
آفتاب نکلا تب عبد اللہ ابن زبیر پہونچا ۔ لوگون نے عائشہ کا عزم بیان کیا ۔ عبد اللہ
زبیر براہ حیلہ اُسی موضع کے ۵۰ آدمیونکو لے آیا ۔ اور سبھون نے گواہی یدی
کہ یہہ آب حواب نہین ہے ۔ بلکہ یہہ سب لوگ مقام آب حواب سے راتکو وقت
گذر چکے ہین ۔ غرض پابندی شریعت پر پردہ ڈالکر پہلے جھوٹی گواہی جو فرقہ اسلام مین
دیگئی وہ یہی تھی جب ۵۰ مرد مسلمان اس امر پر گواہی دیچکے ۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو
اعتبار ہوا اور ان لوگونکے ساتھہ روانہ ہوئین ۔ جب یہہ سب لوگ بصرہ کے
نزدیک پہونچے تو عثمان ابن حنیف امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے
حاکم بصرہ تھا وہ بجمعیت شیعان امیر المومنین کے جو بصرہ مین موجود تھے
بارادہ جنگ اون لوگونکے باہر آیا مگر اپنے دلمین یہہ خیال کر کے کہ شاید
امیر المومنین حکم جنگ ندیوین توقف کیا ۔ اتنے مین کچھہ لوگون نے درمیان مین
پڑکر دونون جانب نصیحت کی اور اس شرط سے صلح کرا دی کہ دار الامارۃ عثمان بن
حنیف کے قبضہ مین رہے اور مال پر بھی بدستور وہ اپنا تصرف رکھے تا وقتیکہ

امیر المومنین وہان پہونچکر یہہ امر طے نفرمادیوین کہ اب کیا ہونا چاہئے غرض
دونون جانب اس اقرار پر رضامندی ہوگئی بلکہ یہہ امور لکھہ پڑھکر اپنا اپنا اقرار
ایک نے دوسرے کو دیدیا۔ طلحہ و زبیر و عائشہ مقام خریبۃ مین اوترکر جسکا کام
قصد کر رہے تھے اوسمین فکر کرنے لگے اور کسی کو بھیجکر احنف بن قیس کو بلوایا
جب وہ حاضر ہوا تو اوس سے کہا کہ ہم خون امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی
طلب کرنے کا ارادہ کر رہے ہین۔ اسلئے کہ ہم کو معلوم ہے کہ اوسکو بظلم
قتل کیا ہے۔ لہذا ہم چاہتے ہین کہ تو ہمارے ساتھہ رہکر ہماری مدد و معاونت
کر احنف نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے ام المومنین اگرچہ آپکی زبانپر
سوائے صدق و ثواب کے کوئی اور کلمہ جاری نہین ہوسکتا لیکن مین آپکو
اوس خدا کی قسم دیتا ہون جو امور غیب کا جاننے والا اور معاملات مخفی سے
آگاہ ہے کہ جو بات مین آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہون وہ بات جس طرح
کہ آپ کہہ چکے اور فرما چکے ہو اوسیطرح بیان فرماؤ عائشہ نے کہا وہ کیا
بات ہے احنف نے کہا کہ جسدن امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیون
نے گھر مین گھسکر باوجود تلاش کے نپایا اور پھر اوسے گھیرے رہے۔ اور انکی
قتل پر ارادہ مصمم کرچکے تھے۔ تو مینے آپ سے پوچھا تھا کہ اگر یہہ لوگ عثمانکو
قتل کر ڈالین تو پھر ہم کس شخص کے ساتھہ بیعت کرین تو آپ نے یہہ فرمایا
تھا کہ علی ابن ابیطالب سے بیعت کرنا یہہ میری تقریر صحیح ہے یا نہین عائشہ نے
کہا کہ صحیح ہے۔ اے احنف مینے تجھسے بلاشک یون ہی کہا تہا۔ مگر آج وہ معاملات
پیدا ہوے ہین جنسے ہمکو بہ نسبت تیرے زیادہ آگاہی ہے احنف نے جواب دیا کہ مین
یہہ کچھہ نہین سمجھتا۔ مگر مین علی ابن ابیطالب سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی
اور اونکے چچا کے فرزند اور اونکے داماد ہین ہرگز لڑائی نکرونگا۔ علی الخصوص ایسے

وقت پر جبکہ سب مہاجرین و انصار و صحابہ کبار و جملہ سرداران گروہ نے اون سے بیعت کرلی ہے۔ اور اونکی خلافت اور امامت پر اتفاق کرچکے ہین احنف یہہ کہکر اونکے پاس سے فوراً اوٹھکر اہوا اور باہر چلا آیا۔ اور اپنی قوم بنی تمیم کو بلوایا تو چھ ہزار آدمی اوسکے پاس جمع ہوگئے۔ احنف نے اوس لشکر کے ساتھہ کوچ کیا اور اون لوگون سے دو کوس کے فاصلے پر اپنی لشکرگاہ مقرر کی اسکے بعد طلحہ و زبیر نے کہ عثمان ابن حنیف عامل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی تھی اور یہہ اقرار کرچکے تھے کہ اوسکے ساتھہ کوئی حرکت نکرینگے باہم یہہ مشورہ کیا کہ اب عثمان کو گرفتار کرکے مع شیعان امیر المومنین علی کے جو ہمراہ عثمان کے ہین قتل کرین غرض یہہ قصد مصمم کرکے رات کے وقت عثمان ابن حنیف اور اوسکے ہمراہیونکو گرفتار کرلیا اور سب شیعان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین کو قتل کرڈالا۔ اور چاہا کہ عثمان کو بھی قتل کرین چنانچہ ایک شخص اونمین سے کہنے لگا کہ عثمان ابن حنیف ایک مرد انصار مین سے ہے۔ اور اوسکے عزیز و اقارب بہت کثرت سے ہین اگر تم اوسکو بھی قتل کروگے تو اوسکے عزیز و اقربا ہرگز خاموش نہ بیٹھینگے۔ بلکہ تمہارے ساتھہ جنگ و جدال ضرور کرینگے۔ اور اوس جنگ سے بہت بڑے بڑے خلل پیدا ہونگے۔ یہہ سنکر تو اوسکا قتل کرنا تو موقوف رکھا۔ مگر اوسکے منھہ پر سے ڈاڑہی اور موچھون اور پلکون تک کے بال اوکھڑوا ڈالے۔ اور اوسکے سر کے بال منڈا کر بڑی ذلت و خواری کیساتھہ اوسکو رہا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ ابن زبیر اور محمد ابن طلحہ کو پیش نماز کا حکم دیا۔ اسطرح پر کہ ایکدن محمد اور ایکروز عبد اللہ امامت کرتا تھا۔ اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے بھی فوج آراستہ کی اور اپنے لشکر کے ساتھہ کوچ کرکے مدینہ سے باہر زبدہ مین خیمہ زن ہوئے سنکے کہ طلحہ و زبیر کے بصرہ مین داخل ہونے کا حال

اور قتل شیعان امیرالمومنین کی خبر اور عثمان ابن حنیف کے واقعات مفصل سُنے غرض زبدہ سے کوچ کر کے مقام ذی قار مین خیمے کیئے۔ اور وہان سے اپنے فرزند حسن اور عمار یاسر کو اس لیئے کوفہ مین روانہ کیا۔ تا کہ لشکر کوفہ کو جمع کرین۔ در بصرہ مین اُس قوم سے لڑنے کے لیئے لے آوین۔ جب امیرالمومنین حسن رضی اللہ عنہ اور عمار کوفہ مین داخل ہوئے تو جامع مسجد مین آئے اور آدمیونکو جمع کیا اور کہا۔ کہ جلد طیار ہو جاؤ۔ اور امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیئے چلو۔ ابو موسیٰ اشعری کہ عامل کوفہ تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اہل کوفہ خدا سے ڈرو اور اپنی جانون کو ہلاک نکرو اور مسلمانون کے ساتھ جدال و قتال روا نہ رکھو اور اِس آیت کے مضمون پر جسمین چشم نمائی اور وعید ہے دونون موجود ہین عمل کر دیئے۔ من یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا و غضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ جہنم وساءت مصیرا یہ سنکر عمار یاسر کو غصہ آیا اور کھڑے ہو کر اوسکو چپ کیا۔ زید بن صوحان اور اوسکے دوست معہ ایک جماعت شیعان امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کے غصہ ہو کر اور تلوارین کھینچکر کھڑے ہو گیئے اور کہنے لگے کہ جو کوئی امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت نکریگا۔ اور جادہ متابعت سے قدم باہر رکھے گا۔ اوسکو ہم بلا تامل تلوارون سے ٹکڑے کر ڈالینگے۔ ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ خاموش رہو اس لیئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خط لکھا ہے اور اوسمین مجکو فرمایا ہے کہ تشکنا ہے کوفہ کو مین اپنی طرف بلاؤن اور اونسے کہون کہ وہ لوگ اپنے گھر دنمین اُسوقت تک بیٹھے رہین جبتک کہ وہ اُمور جو اونکے حق مین بہتر ہین نفرمایئے جاوین۔ عمار یاسر نے جواب دیا کہ اگر عائشہ نے تجھے فرمایا ہے کہ کوفیون کو اُنکے گھر دنسے نکلنے ندینا تو امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے ہمین بھی حکم دیا ہے کہ ہر مان کوفہ کو ہم جمع کر کے آپکی خدمت مین

لیجاوین - کیونکہ امیرالمومنین کو اسباتکا خیال ہے کہ جس جماعت نے اُن سے
مخالفت کرکے آتش فتنہ و فساد مشتعل کی ہے اُس سے لڑائی کرین زید بن صوحان
العبدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اہل کوفہ مناسب یہہ ہے کہ حکم امیرالمومنین
علی رضی اللہ عنہ کی تعمیل کرو - اور اونہین کے صلاح پر چلو - تاکہ راہ راست بتین
آوے بعد اوسکے عمار یاسر نے کھڑے ہو کر کہا - کہ اے حاضرین یہہ تو ضرور
ہے کہ اس کام کا کوئی انجام دینے والا ہووے اور بغیر کسی ایسے حاکم قوی حال
کے جو ظالمونکے ظلم کو دور کرے - اور مظلومونکی دست گیری کرے - یہہ کام
چھوڑ نہ دیا جائیگا - اور مین جانتا ہون کہ کوئی شخص اس کام کے لیے علی
ابوطالب سے جو چچازاد بھائی اور وصی مصطفے علیہ السلام کے ہین بہتر نہین ہے
- اونہون نے مجکو اور اپنے فرزند حسن کو تمہارے بلانے کے واسطے بھیجا ہے
سبب یہہ ہے کہ ایک گروہ نے اُن سے مخالفت کرکے اپنا ایک مجمع قائم
کیا ہے اسوقت علی بوطالب کہ چچازاد بھائی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین
اور نیز عائشہ کہ حرم اوس جناب کی ہین اور طلحہ و زبیر بھی بصرہ مین جمع ہوئے ہین
تم سب کو وہان آنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ حق کسکے جانب ہے پس جسکی
جانب حق دیکھو اوسکی تابعداری کرو - بعد ازان امیرالمومنین حسن ابن علی
رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے قوم یہہ تو بہت ہی جلد ہو جائیگا کہ سب
لوگ ایک شخص پر اتفاق کرکے جمعیت کرینگے - لہذا ہم تمکو بلاتے ہین تمکو قبول
کرنا چاہیے اور اس حادثہ مین جو پیدا ہوا ہے - ہماری مدد کرنا لازم ہے -
خدا کی قسم ہے کہ جو اس حادثہ مین ہماری تابعداری کریگا خوش نصیب ہوگا اور
دونون جہان کی سعادت پائیگا - ہاشم بن مجمع العامری کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ
اے حاضرین امیرالمومنین نے ہمکو بلایا ہے - اور اپنے فرزند کو ہمارے

بلانے کے لیئے بہیجا ہے۔ ہم سب کو اسکی بات سُننا چاہیئے اور اوسکی خدمت مین
دوڑنا لازم ہے۔ تاکہ جو کچھہ مناسب اور مصلحت ہو عرض کرین۔ القصہ کوفے کے
آدمیون نے حسن ابن علی اور عمار یاسر کی بات قبول کی۔ اور ۹ ہزار آدمی جمع ہو گئے
بعض براہِ دریا اور بعض براہِ خشکی خدمتِ امیر المومنین مین چلے۔ جب اونکی نزدیک
پہونچے تو امیر المومنین علی نے اونکے پیشوائی کے لیئے تشریف لا کر مرحبا کہا۔
اور اونکے سردار اور رئیسونکو اپنے نزدیک بُلا کر بٹھلایا۔ اور فرمایا کہ اے اہل
کوفہ مین تمہاری شجاعت و مردانگی خوب پہچانتا ہون۔ اور تمہاری نیک سیرتی اور
خصلت اور برکت سے بخوبی واقف ہون۔ تمہارے ارادون اور عاقبت اندیشی
کی جہانتک شرح کیجائے وہ اوس سے بھی کہین زیادہ ہین۔ جو لڑائیان بادشاہ
عجم سے تمنے کین اور جو صف آرائیان بمقابلہ اونکے کر کے اُنکو شکست دی اور اونکو
متفرق کیا اور جسطرح اُنکے مال اور ہتیار اور اسباب اور قیمتی چیزون کو اپنے قبضہ مین
لائے۔ اور بتقاضاء عقلمندی اپنے شہرون کی بھی حفاظت رکھی ہے دنیا بھر مین
مشہور ہین تمہاری یہہ عادتِ حمیدہ تمام مین معروف ہے۔ کہ جو کوئی تمسے مدد کا
خواہان ہو تم اوسکی مدد کرتے ہو۔ پس مجکو اسوقت ایک مہم پیش آئی ہے۔
کہ بھائیون اور دوستونکی ایک جماعت جن سے مجھے مخالفت و نزاع کا گمان بھی نتھا
میری دشمنی پر آمادہ ہوئے ہین۔ اور میری موافقت چھوڑ کے اور بصرہ مین ایک
جمعیت کر کے میرے ساتہہ لڑنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ پس تمکو موافقت میری
بصرہ مین آنا چاہیئے۔ کہ مین اُنکے خیالات دریافت کرون۔ پہلے تو اُنکو مین نصیحت
و ملامت کرونگا تاکہ اپنی راہ راست پھر اونکو ملجاوے۔ اور اگر لڑائی پر آمادہ ہوے
تو مین بھی کوشش کرونگا۔ اور دیکھونگا کہ خداے تعالے کو کیا منظور ہے۔ جب
یہہ کلمات امیر المومنین نے زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائے۔ تو سب اُمرا

اور سرداران لشکر کوفہ نے بخوشی و رضامندی قبول کیا۔ اور خدمتگذاری و جانبداری کو آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے موضع ذی قار مین اپنے لشکر کا شمار کیا۔ تو جو قومین کہ مدینہ اور مصر اور اطراف حجاز سے آئی تھین اونمین ۶ ہزار مرد تھے۔ اور لشکر کوفہ مین ۹ ہزار کی جمعیت تھی۔ غرض ہر طرف سے آدمی پہونچتے اور لشکر مین شامل ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ ۱۹ ہزار سوار اور پیادہ موضع ذیقار مین شمار ہوئے۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ اس لشکر کو لیے ہوئے بصرہ کیطرف روانہ ہوئے اور اثنائے راہ ہر جانب سے آدمی چلے آتے اور لشکر امیر المومنین مین ملتے جاتے تھے۔ جب طلحہ و زبیر نے سُنا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ لشکر جرار لیے ہوئے چلے آتے ہین۔ اور بصرہ سے نزدیک پہونچگئے ہین تو اونھون نے بھی سامان جنگ درست کیا۔ اور اپنا لشکر باہر لیکے آئے لشکر کا داہنا بایان درمیان اور ہراول مرتب کیا۔ طلحہ نے سواران لشکر کی ترتیب و انتظام اپنے تعلق کیا۔ اور عبد اللہ ابن زبیر نے پیادون کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ سوارونکی داہنی جانب مروان بن الحکم کو مقرر کیا۔ پیادونکے داہنے جانب عبد الرحمن بن عتاب بن اسید کو متعین کیا۔ سوارونکی بائین جانب کا ہلال ابن وکیع منتظم ہوا۔ پیادونکی بائین جانب کا عبد الرحمن بن حارث بن ہاشم مہتمم ہوا۔ لشکر سواران کے درمیان عبد اللہ بن عامر بن کریز کھڑا ہوا۔ لشکر پیادگان کی درمیان حاتم بن بکیر الباہلی استادہ ہوا۔ ہراولی سواران عمر ابن طلحہ نے لی۔ ہراولی لشکر پیادگان مجاشع بن مسعود السلمی نے قبول کی۔ غرض لشکر کو اسطرح آراستہ کر کے میدان جنگ مین آئے۔ اور صف آرائیان کرنے لگے۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے طلحہ و زبیر کے آراستہ ہو کر باہر آنے کی خبر سُنی۔ تو اپنے سرداران لشکر و افسران سپاہ و امرا حجاز و رؤسا کوفہ و مصر کو یون ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ تو

لشکر آراستہ کرکے باہر چلے آئے اور لڑائی پر آمادہ ہین اب تمہاری کیا صلاح ہے
کہ مین بھی اونسے لڑون یا خاموش ہو رہون چنانچہ سبھون سے پہلے رفاقت بن
شداد البجلی نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین ہم سب اسبات کو جان چکے ہین
کہ ہمارے مخالفین باطل پر اور آپ حق پر ہین اور حق آپ کی جانب ہے راہ
راست کے آپ مالک ہین - رحم دلی و دین پروری آپ کی عادت ہے پس
اگر یہ لوگ آپ کے ساتھہ نرمی سے پیش آوین تب آپ بھی اون سے نرمی و تلطف
فرماوین - اور اگر انھون نے لشکر آراستہ کیا ہے تو آپ بھی ارشاد فرماوین
کہ ہم لوگ بھی انتظام کرکے اپنا لشکر آراستہ کرین اور بعون باریتعالی ان کو دفع کرین
اور تا وسعت امکان ہم سب کوشش کرین اسلیے کہ تمام جدوجہد جو کچھہ کہ ہم لوگ
کرینگے برحق ہوگا - امیرالمومنین کو اس معاملہ مین خوشدل رہنا چاہیے جب سب
لشکر نزدیک پہونچ گئے تو اصحاب زبیر مین سے ایک مرد نے جسکی کنیت ابواللحو
تھی زبیر سے کہا کہ کوئی امر اس تدبیر سے بہتر نہین ہے کہ ہم لوگ اس قوم پر
شبخون مارین - اسلیے کہ شبخون مردانگی اور شجاعت کی علامت سے ہے - اور
ایسی حالتمین کام بھی جلد اتمام کو پہونچیگا - زبیر نے جواب دیا کہ بھائی ہمکو
لڑائی مین بہت تجربہ ہو چکا ہے اور ایسی باتین معلوم ہوتی ہین جو دوسرونکے
دلمین گذر بھی نہین سکتین - اس جنگل مین دونون لشکر جو فراہم ہوے ہین مسلمان ہی
ہین - اور مسلمانون مین رسم شب خون کی نہین جاری ہوئی ہے - اور مصطفے
علیہ السلام سے معاملہ شبخون مین کوئی کلمہ ہم نے نہین سنا اور ہرگز نہین دیکھا کہ
کسی جماعت پر شب خون مارنے کا حکم فرمایا ہو علاوہ اسکے علی ابو طالب وہ شخص
نہین ہے جسکو غافل سمجھا جائے - اور امید صلح کی بھی ہے - شاید ہملوگون مین کوئی
امر قرار پا جاوے اور صلح و مصالحت ظاہر ہو جانے سے مسلمانون کا خون نہونے پاوے

اسی اثنا مین احنف بن قیس اپنے دوستونکو ہمراہ لیے ہوے امیر المومنین علی
رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اے ابو الحسن اہل بصرہ مین یہہ افواہ مشہور
ہو رہا ہے کہ اگر علی بوطالب ہم پر فتح پاینگے۔ تو ہمارے مردونکو قتل کرکے ہماری
عورتون اور لڑکونکو لونڈی اور غلام بنائینگے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے
جواب دیا کہ مجہسے یہہ کام ہرگز نہوگا۔ کیونکہ اہل بصرہ مسلمان ہین۔ حالانکہ لڑکے
بالے کافرونکے لونڈی غلام بنائے جاتے ہین پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ اے
احنف یہہ تو بتلا کہ تیرا اس معاملہ مین کیا خیال ہے۔ آیا ہمسے موافق ہے یا نہین۔
احنف نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین سبحان اللہ بھلا یہہ کونسی بات ہے کہ ابتک
آپ کو میری دوستی اور خدمتگاری پر شبہہ ہے لہذا التماس یہہ ہے کہ ان دو کامونمین سے
ایک کام کو جو مین آپ کی خدمت مین انجام کرون اختیار فرمائیے۔ ایک یہہ کہ اگر آپکی
خوشی ہو تو بجمعیت دہ نفر مردان چیدہ و کار آزمودہ کے آپکی خدمت مین و ہمراہی مین
رہون۔ دوسرے یہہ کہ اگر مرضی مبارک مین آوے تو دہ ہزار مرد شمشیر زن کو آپکی
مقابلہ سے دور کرون۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دہ ہزار مرد شمشیر
زنکو دفع کریگا تو مین تجھے زیادہ تر اپنا دوست رکھونگا۔ احنف نے جواب دیا کہ آپ
خاطر جمع رکھین۔ انشاء اللہ مین ایسا ہی کرونگا یہہ کہکر اپنے قوم کے پاس واپس
گیا۔ اب طلحہ و زبیر نے اپنی فوج کا جائزہ لیا۔ تو ۳۰ ہزار مرد مع سوار و پیادہ
شمار ہوئے کہ وہانسے کوچ کرکے موضع رابوقہ مین آئے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ کو انکے آگے بڑہنے کا حال معلوم ہوا۔ تو آپ کھڑے ہوگئے۔ اور ایک خطبہ ادا فرمایا
اور اللہ تعالے کے احسانات کی شرح فرمائی اور حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح پاک پر درود و سلام بھیجکر فرمایا کہ اے حاضرین مجکو اپنے بھائیون اور یارونسے تین
قسم کے کام پیش آئے ہین۔ کہ جن تینون کامون کے حکم قرآن مین موجود و مرقوم ہین۔

یعنی بغاوت و عہد شکنی و مکر۔ بغاوت سے مراد ظلم و حسد ہے یعنی میرے بھائی
اور دوست مجکو نہین دیکھہ سکتے کہ مین خلیفہ رسولخدا ہون اور حاسد سوائے زوال
محسود کے کچھہ نہین چاہتا۔ لہذا انکی خواہش یہہ ہے کہ جامہ خلافت جو اللہ تعالی
نے مجکو پہنایا ہے جب میرے بدن سے اتار لیوین تب مجھسے خوش اور مطمئن ہوین
مگر اس لباس خلافت کو وہ خود تو کیا اوتار سکینگے عہد شکنی سے مطلب یہہ ہے کہ اس
جماعت نے جسنے مجھسے مخالفت اختیار کی۔ انتہائے اطاعت اور رغبت دلی
سے میرے ساتھہ بیعت کی ہے۔ اور اس بات پر نہایت شدید قسمین کھائین
کہ ہملوگ آپ کے عہد و پیمان سے کبھی منحرف نہونگے۔ مکر اسسے یہہ غرض ہے
کہ اس قوم نے بعد حسد و عہد شکنی جو کچھہ مجھسے فریب ظاہر کیا۔ اور میری بداندیشی
شروع کی۔ اور میرے ساتھہ طرح طرح کے حیلے پیش لائے۔ اس سے
بھی انکی یہی غرض ہے کہ کسی تدبیر کے ساتھہ مجھسے خلافت کو پھیر سکین۔ خداوند تعالے
نے قرآن مجید مین ان تینون خصائل قبیحہ اور عادات ناپسندیدہ کا بیان فرمایا ہے
جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ کہ بغاوت و عہد شکنی و مکر کا وبال اسی شخص پر الٹ جاتا ہے
جو ان افعال کا مرتکب ہو۔ اور جو ان خصائل قبیح کو اپنی طبیعت مین راہ دینا جائز
رکھے۔ اور مثل مشہور ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے گرانے کے لیئے کنوان
کھودیگا ضرور ہے کہ اوسمین خود گر پڑیگا۔ اور سب سے زیادہ مشکل یہہ بات ہے کہ تہ
شخص جو دنیا مین چار کامون پر مشل ہین وہ میری مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور میری
دشمنی اور عداوت پر اپنی کمر باندہ چکے ہین۔ ان سب مین پہلا شخص زبیر ابن عوام
ہے جس سے دلیری و مرکب نشینی مین بڑھکر کوئی سوار نہین ہے۔ دوسرا شخص
طلحہ بن عبد اللہ ہے۔ کہ دنیا بھر مین کسی کی آنکھہ نے اس سے زیادہ کوئی ہتکار
نہین دیکھا ہوگا۔ تیسرے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ دنیا کے لوگ جسقدر اوسکے فرمانبردار

ہین دوسرے کے نہین جو تھے یعلی بن منبہ کہ اس زمانہ ہین جسقدر مال کہ اوسکے
پاس جمع ہے دوسریکو ممکن نہین ہوا اور جتنا مال وزر یہہ ہمنون اُس اسلیے مانگتے جاتے
ہین کہ میری مخالفت کے واسطے اپنے لشکر پر خرچ کرین - یہہ اونکو دیتا جاتا ہی
اسلیے اونکی ہمتِ فاسد ہین کمی نہین ہوتی - قسم ہے اوس خدا کی جسکی صفت یکتائی ہی
- کہ اگر یعلی بن منبہ پر مجھے دسترس ہوگی تو اوسکے جملہ فرزندان کو مسلمانون کا حصہ
بناؤنگا - اور اوسکا سب مال بیت المال ہین بھیجدونگا - جب امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ نے یہہ کلمات ارشاد فرمائے تو خزیمت بن ثابت جلدی سے کھڑا ہو کر عرض
کرنے لگا کہ جو تقریر علی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر اسوقت جاری ہوئی نہایت
صحیح اور بالکل حق ہے - قسم ہے اوس خدا کی جسنے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچائی
کے ساتھہ ہدایتِ خلق کے لیے بھیجا - کہ اوس جماعت نے بلاشک آپکے
ساتھہ حسد کیا اور عہد شکنی بھی کی اور بداندیشی بھی کر رہی ہین لیکن الحمد للہ کہ آپ کی
شجاعت زبیر سے بدرجہا زیادہ ہے اور آپ کا علم وعقل طلحہ سے بمراتب
بڑھکر ہے - اور عوام الناس آپ کی فرمانبرداری ہین عائشہ سے بمدارج افزون
تر ہین رہا مالِ دنیا تو اوسکے لیے چندان جائے قرار نہین ہے - اللہ تعالےٰ
آپکو طریقہ حلال سے اِسقدر مال وزر عطا فرماوے جو یعلی ابن منبہ کے مال سے بہت ہی
زیادہ ہو - اس لیے کہ اوسکا مال تو ظلم سے جمع ہوا ہے یہی سبب ہے کہ وہ فساد
وجہالت کا لقمہ ہو رہا ہے - غرض امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اُس میدان ہین اپنی
لشکر کا پھر جایزہ لیا تو ۲۰ ہزار مرد شمار ہین آئے چنانچہ اوس جگہہ سے کوچ کر کے
لشکرِ عائشہ کے مقابل خیمہ زن ہوے اور خاندانِ مضر مقابل مصریونکے اور قوم
ربیعہ بمقابلہ قوم ربیعہ کے اور اہل یمن بمقابلہ یمنیون کے میدان ہین اُتر پڑے امیر
المومنین نے یہہ مصلحت دیکھی کہ طلحہ وزبیر کے نام ایک خط لکھا جاوے جسمین

خط امیرالمومنین بنام طلحہ و زبیر

اونکی عہد شکنی اور مکاری سے اونکو آگاہ کیا جاوے۔ اور اپنے کو لڑائی سے
معذور کیا جاوے۔ چنانچہ دوات و قلم منگواکر انکے نام اسمضمون سے خط تحریر
فرمایا۔ کہ بعد حمد و نعت تمکو معلوم رہے کہ مجھے آپ ہی خواہش خلافت کی نہ تھی
جسدن مجکو خلیفہ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ اور مین اوس سے انکار کرتا تھا۔ اُسکو
قبول نکرتا تھا۔ تو سب لوگ میری منت کرتے تھے اور مبالغہ کرتے تھے
غرض جب تک تم دونون نے برضامندی پہلے مجھسے بیعت نہین کر لی تب تک
اور لوگونکو مینے بیعت کرنے کی اجازت نہین دی۔ جس روز کہ تمنے مجھسے بیعت
کی ہے اوس روز تمپر انکار و اکراہ کا اثر بھی نہ تھا۔ اور نہ ایسی کوئی بات تھی جس سے
بجبر یا بزبردستی تمکو بیعت کرنا پڑا ہو۔ اور اوس روز تمہاری کوئی ایسی غرض بھی
نہین تھی جس سے مجبور ہوکر تمکو مجھسے بیعت کرنے کی رغبت ہوئی ہو۔ جبکہ یہہ
کوئی امر بھی نہ تہا۔ تو اب مین حیران ہون کہ پھر تمنے دل مین یہہ کیا سوچا ہے۔ اور
میری نزاع و دشمنی پر کیون آمادہ ہوئے ہو۔ اور مجھسے عہد شکنی کیسی جائز رکھی ہی
اگر تم ان باتونکو سچا سمجھتے ہو اور یہہ جانتے ہو کہ میری جانب سے تمہارے حقوق
کی رعایت مین کوئی فرق نہین پڑا ہے۔ تو یہہ اندیشہ و تدبیر تمنے میرے حق مین
کی ہے اب بھی اوس سے باز آؤ۔ اور اگر تم میری باتونکو خلاف سمجھتے ہو۔ اور کراہت
سے تمنے میرے ساتھہ بیعت کی ہے تو یاد رکھو کہ جب تم ظاہرا بیعت کر چکے ہو۔ اور
تمام مسلمانونکی نظر جسپر پڑ چکی ہے تو گو باطن تمہارا ظاہر کے خلاف کیون نہو تب
بھی اس بیعت سے یہی مراد ہے کہ تمنے گویا میرے حق فرمانبرداری کو اپنے اوپر
واجب قرار دیا ہے پس متابعت کی بعد اگر مین تمسے موافقت کی خواہش کرون
تو مجھے اسپر کوئی ملامت نہین کرسکتا۔ لیکن تمہاری اس مخالفت پر کہ بعد
متابعت اختیار کر رہے ہو جو کوئی سُنیگا تمکو ملامت کریگا۔ اس کام کے شروع

ہین تجکو اسے زبیر کہ سردار سواران قریش ہے - اور تجکو اسے طلحہ کہ بزرگ مہاجران ہے مجسے بیعت نکرنا اِسحالت سے زیادہ آسان ترتہا کہ جسطرح آج میرے ساتہہ عہد شکنی اور مخالفت کو راہ دیتے ہو - اور تمہارا یہہ کہنا اور دعوی کرنا کہ عثمان کو آپنے قتل کیا ہے - باوجودیکہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ اِس تہمت سے مین پاک ہون مجے نہایت ہی تعجب پیدا کرتا ہے - مین برضا و رغبت اجازت دیتا ہون - کہ جو اہل مدینہ اسوقت میرے اور تمہارے دونون کے موافقت مین نہین ہین - اونکو اِس معاملہ کا پنچ مقرر کردو - تاکہ وہ لوگ واقعی گواہی دیوین - کہ میری طرف سے کس کس شخص نے عثمان کی قتل مین سعی کی ہے - وہ اُسکی کیفیت جو آنکہونسے دیکھی ہے بیان کرین تو جرم اوس شخص کا جسنے میرے جانب سے قتلِ عثمان کا قصد کیا ہوگا معلوم ہو جائیگا - اور عثمان کے خون کرنے مین جتنی سعی جس شخص نے کی ہوگی فوراً کہل جاویگی اِس معاملہ مین بہتر یہہ ہے کہ پہلے فرزندانِ عثمان رضی اللہ عنہ کو میری خلافت پر اقرار کرنا چاہیے - اور میرا فرمانبردار ہونا لازم ہے اِسکے بعد جن لوگوپر اونکو اپنے باپ کے خون کا دعوی ہو - میرے حضور مین حاضر کرکے اُنپر دعوی کرنا واجب ہے تاکہ مطابق عدالت و حکم شریعت کے اِس قضیہ کا فیصلہ فرمایا جاوے - مگر خود تمکو طلبِ خونِ عثمان سے کیا واسطہ ہے - اور تمہارا اُس سے کیا تعلق ہے - کیونکہ تم دونون تو مہاجرین مین سے ہو - اور عثمان خاندانِ بنی مناف مین سے ہے پھر وہ خواہ حق پر قتل کیا گیا یا ناحق قتل ہوا لیکن تمہارے اور اوسکے کیا عزیزداری ہے جس سے ایسے مبالغہ اور کوشش کے ساتہہ اُسکے طلبِ خون کی فکر کر رہے ہو اور اِسکا خیال بہی نہین کرتے کہ تم دونون مجسے بڑی رغبت اور خواہش دل کے ساتہہ بیعت کر چکے او سخت قسمین کہا چکے - اور خدا کو ضامن کر چکے ہو کہ مجسے مخالفت نکروگے - اَب وہ سب عہد و پیمان توڑ تاڑ کر تمنے مجہپر فوج کشی کی ہے

اور مادرِ مومنان عائشہ کو بھی اُس مکان سے باہر نکال لائے ہو کہ جس مکان کی ملازمت
کے لیے خدائے تعالے نے اسکو حکم دیا تھا۔ اور ہزارہا مسلمانونکو اشتباہ مین
ڈالکر اِس جنگل مین لے آئے ہو اور سب کو میرے ساتھ جنگ و جدال کی تحریص
دے رہے ہو۔ مین نہین جانتا کہ تمہارا اندیشہ کیا ہے۔ خدائے سبحانہ تعالیٰ تمکو
طریقہ صلاح و صواب دکھلاوے اور راہ راست عطا فرماوے۔ اسکے بعد امیرالمومنین
علی رضی اللہ عنہ نے دوسرا خط عائشہ رضی اللہ عنہا کو بدین مضمون تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمن
الرحیم بعد حمد و نعت اے عائشہ تجکو معلوم ہووے کہ تو خدائے تعالیٰ اور اُسکے
رسول کے روبرو گنہگار ہوگئی۔ وجہ یہہ ہے کہ تو گھر سے باہر نکل آتی ہے۔ اور تجھی
اوس کام کے انجام دہی کی فکر ہے جس سے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے عورتونکو سبکدوش
کیا ہے۔ اور تو یہہ جو دعوی کر رہی ہے کہ مین مسلمانونمین صلح و مصالحت کرانی کے
واسطے گھر سے باہر نکلی ہون۔ ذرا مجھے تبلا تو سہی کہ عورتونکو لشکر کشی کرنے اور مردونمین
اصلاح کرانے سے کیا واسطہ ہے۔ تو نے جو یہہ افواہ مشہور کر رکھا ہے کہ مین خونِ
عثمان کا عوض چاہتی ہون۔ تو بتا کہ تجھہ مین اور عثمان مین کیا عزیزداری اور قرابت
مندی ہے۔ کیونکہ عثمان تو ایک مرد اولاد بنی امیہ مین سے ہے اور تو خاندانِ بنی
تمیم بن مرہ بن کنانہ مین سے ہے۔ خوب یاد رکھہ کہ تیرا گھر سے باہر نکل آنا اور اپنے کو
اور خلق اللہ کو بلا مین ڈالنا اون لوگونکے گناہ سے کہین بڑہکر ہے جنھون نے عثمان
رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ مین خوب جانتا ہون کہ تو خود یہہ حرکتین نہین کرتی بلکہ چند
شخص اسپر تجکو ترغیب دے رہے ہین۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ تیرا یہہ غصہ طلب
خونِ عثمان پر نہین بلکہ چند آدمیون نے تیرے دلمین اور تیرے آنکھونمین یہہ معاملات
آراستہ کیے ہین اور تجھکو غصہ مین بھرا ہے۔ اے عائشہ خدا سے ڈر اور یہانسے
واپس ہو اور اپنے گھر مین جا اور پردہ مین بیٹھ۔ اسلیئے کہ عورتون کے واسطے صلاح کا

اور بہتر یہی اسی مین ہے کہ مکان کے خدمتگذار رہین اور گھر سے باہر قدم نرکھین فقط
جب طلحہ اور زبیر نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو اوسکا جواب کچھہ بھی نہ لکھا
لیکن یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ اے ابو الحسن تم اسلیے یہان آئے ہو اور لشکر لائے ہو
جسمین تمہارا دبدبہ اور آوازہ پھیل جاوے ۔ بہتر ہے کہ جب تک مطلب تمہارا جو
منظور رہے حاصل نہو جاوے تب تک ہرگز واپس نہ جانا ۔ ہم تمہاری فرمانبرداری
کبھی نکرینگے ۔ اور نہ تمہاری اطاعت اوپنے اوپر واجب رکھینگے ۔ تمہاری جو مراد
ہو کرو کہ اب کام کا درجہ حدِ عتاب سے بڑھ گیا والسلام ۔ بعد اوسکے عبد اللہ
ابن زبیر کھڑا ہوا اور بولا کہ اے حاضرین علی ابن ابیطالب نے امیر المومنین عثمان کو
کہ خلیفہ برحق تھا قتل کیا ۔ اور پھر اسوقت ایک لشکر جمع کر کے تیبر لایا ہے تاکہ
تمہارے اختیارات کو تمہارے ہاتھہ سے لے لیوے اور تمہارے شہر و
ولایت کو تمسے چھین لے ۔ تمکو لازم ہے کہ ہمتِ مردانہ قائم رکھو ۔ اور اپنے
خلیفہ کے خون کا دعوی کرتے رہو ۔ اور اپنے زنان خانون کی حفاظت مین مستعد
رہو ۔ اور اپنے زن و فرزند و حسب و نسب کے بچانے کے لیے جنگ کرو
یہہ حال امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر بیان کیا ۔ اور جو
تقریر عبد اللہ زبیر نے اپنی مجلس مین بہ نسبت امیر المومنین کے کی اور قتلِ
عثمان مین امیر المومنین پر تہمت رکھی تھی وہ سب نقل کی ۔ امیر المومنین حسن بن علی
رضی اللہ عنہ نے اوسی مجمع مین کھڑے ہو کر حمد باریتعالے نہایت خوبی کے ساتھہ
ادا کی اور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجکر کہا کہ اے حاضرین ہم سے یون بیان
کیا گیا ہے کہ عبد اللہ زبیر نے خطبہ پڑھنے مین میرے والدِ بزرگوار کی برائیان
اور نکتہ چینیان کی ہین اور قتلِ عثمان کا الزام اون ہی پر رکھا ہے اور انہین پر اس
واقعہ کی تہمت لگائی ہے ۔ تم سب لوگ کہ مہاجر و انصار و اہلِ اسلام ہو خوب جانتے ہو

کہ اوسکا باپ زبیر ابن العوام عثمان کے حق مین ہر وقت کیسی باتین کہا کیا ہے
اور اسکو کس کس شکل پر برا ٹھہراتا رہا ہے۔ اور اوسکے حق مین کسقدر جھکی تقریر
کرتا رہا ہے۔ اور طلحہ بن عبید اللہ حالتِ حیاتِ عثمان مین بیت المال پر کس قسم
کے تصرفہائے ناجایز کیا کرتا تھا۔ پس اوسکو کب ایسی مجال حاصل ہے کہ ہمارے
والد بزرگوار پر ایسے برے کامونکا اتہام رکھے۔ یا اپنے زبان کو اُنکی بدگوئی پر
اپنے منہہ مین جنبش دے۔ الحمد للہ کہ ہمکو ایسی قوتِ تقریر حاصل ہے کہ ہم بھی اونکے
حق مین بخوبی سخن رانی کرسکتے ہین ابن زبیر کا یہہ بیان کرنا کہ علی تمہاری اختیار کو
تمہارے ہاتھہ سے چھینا چاہتے ہین اور تمہارے شہر و ولایت کو تمہاری قبضہ
سے باہر کرنا چاہتے ہین یہہ اُسکے باپ زبیر ہی کی سب سے بڑی ذلیل ہے۔
کیونکہ اوسکا یہہ قول ہے۔ کہ مینے علی کے ساتھہ جو بیعت کی ہے وہ ہاتھہ کی ہے
دل سے نہین کی۔ حاصل یہہ ٹھہرا کہ بیعت کرنے سے تو اوسکو اقرار ہوا چاہیے وہ
کسی طرح اوسنے کی ہو اور ظاہر ہے کہ اوسکا انکار بعد اقرار قابلِ سماعت نہین
ہو سکتا کہ اس معاملہ مین صاف حکم شرع موجود ہے رہا یہہ امر کہ اہلِ کوفہ کا واسطے
سنادہی اہلِ بصرہ کے آنا تو یہہ کچھہ تعجب خیز نہین ہے۔ کیونکہ حق پرست لوگ
اہلِ باطل کو دفع کرنے آتے ہین اور صلح کُن واسطے تردید مفسدون کے متوجہ
ہوئے ہین اور یہہ امر یقینی ہے کہ ہمکو منکران عثمان سے نہ تو کوئی واسطہ ہے
اور نہ اونسے ارادہ جنگ بلکہ نزاع و جنگ کے جو کچھہ خیالات ہمکو ہوے ہین وہ
اونہین لوگون کے حق مین ہین جو کہ تابعدار اوس شخص کے بنے ہین کہ جو اونٹ پر
سوار ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا فقط یہہ خطبہ سب حاضرین نے سنکر نہایت ہی
پسند کیا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بہت تعریفین کین۔ پھر تو لشکر ونکو حرکت
ہوئی اور ایک لشکر دوسری فوج کے سامنے جا پہونچا یہانتک کہ بعضونکی لڑکے اور اونکی غلام

فوج مین سے باہر آکر غلامان اہل کوفہ کے برابر کھڑے ہوگئے - کعب بن سور عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس آیا - اور کہنے لگا کہ اب دونون لشکر ایک دوسرے کے
مقابل جا پہونچے ضرور جنگ کرینگے - اگر امین آتش حرب شعلہ زن ہوئی تو ہزارون
آدمیون کا خون ہوجائیگا اور پھر اس آگ کا بجھانا مشکل ہوگا - اے مادر مومنان اب
بھی اس کام سے باز آؤ کہ اس فساد عظیم مین تسکین ہوجاوے عائشہ رضی اللہ عنہا
ایک ہودج مین بیٹھ گئین تب اونکے اونٹ کو لشکر مین کھینچ لائے اور بصرہ والونکی
ایک جماعت اوس اونٹ کے آگے آگے چلی جاتی تھی - جب جاتے جاتے
لشکر مین پہونچین تو دیکھا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو روک رہے ہین
اور جنگ وجدال سے منع کررہے ہین - جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہہ حال دیکھا
تب واپس ہوئین اور جو لوگ اونکے ہودج کے ہمراہ آئے تھے وہ بھی واپس
چلے گئے - دوسرے روز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ ابن عباس
اور زید بن صوحان کو طلب فرمایا اور کہا کہ تم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ
اور کہو کہ خدائے تعالے نے کیا تجکو یہہ حکم نہین فرمایا کہ اپنے گھر کے اندر بیٹھی رہنا
اور باہر نہ نکلنا - مین خوب جانتا ہون کہ یہہ باتین تجھے اچھی طرح معلوم ہین مگر
چند آدمیون نے تجکو فریب دیا ہے - اور تیرے باہر آنے کا معاملہ تیری آنکھون مین
اور تیرے دلمین اونھون نے آراستہ کیا ہے - اور تو بھی اونکے فریب پر خوب
فریفتہ ہوکر گھر سے باہر نکل ہی پڑی - خیر اب بھی تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ واپس
چلی جا اور پھر جنگ ونزاع کے گرد نہ پھر - اور اگر تو واپس نہ جائیگی اور اس فتنہ وفساد کو
بند نکریگی تو اس فساد کا انجام لڑائی پہونچ جائیگا اور بہت سے آدمی قتل ہونگے - ای
عائشہ خدا سے ڈر اور توبہ کر اور خدا کی طرف توجہ کر کہ خدائے تعالے اپنے بندونکی توبہ
قبول کرتا ہے اور اونکا عذر پذیر فرماتا ہے - خبردار ہوجا کہ دوستی عبد اللہ ابن زبیر کی

اور قرابت مندی طلحہ بن عبد اللہ کی تجکو ایسے درجہ پر نہ پہونچا دے کہ جسکا انجام
آتشِ دوزخ تک بڑہ جائیگا۔ غرض یہہ دونون شخص عائشہ کے پاس آئے اور پیغام
امیر المومنین علی ابن ابیطالب کا پہونچایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب مین کہا
کہ مین ان باتونکا کوئی جواب نہین دیسکتی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ دلیل و تقریر مین علی
ابیطالب سے مین جیت نہ سکونگی۔ یہہ بات سُنکر وہ دونون واپس ہوے۔ اور
امیر المومنین علی کی خدمت مین آئے اور جو کچھہ عائشہ سے سُنا تھا بیان کیا۔ امیر المومنین
نے حکم دیا کہ امیرانِ لشکر اور سردارانِ فوج کو طلب کرو۔ جب وہ حاضر آئے۔ تو
امیر المومنین نے کہڑے ہو کر خطبہ پڑہا۔ اور مصطفٰے علیہ السلام پر درود بھیجی۔ اور
فرمایا کہ اے حاضرین مینے جہانتک ممکن ہوا اس جماعت کے ساتھہ
صلح اور رعایت چاہی اور آتشِ جنگ مشتعل ہونے مین انکار و تامل کیا۔ اور انکو
نزاع و دشمنی کے انجام سے خوف دلایا۔ اور جب اوسکا اثر انپر کچھہ بھی نہوا۔ تو اسی
ارادہ سے باز آنے کے لئے خداے تعالی کی قسمین اونکو دین غرض جو جو تدبیرین
بشریت کے امکان مین آسکین وہ سب مینے کین۔ کہ کسی طرح سے بھی اونکو خدا کا
خوف آوے۔ اور میری نصیحت انپر اثر کرے۔ تاکہ معاملہ جنگ و جدال کو جسمین
سواے خرابی کے اور کچھہ نہوگا یاد کرکے اپنے زن و فرزند پر رحم اور خلائق سے
شرم کرین۔ لیکن انپر اسکا کچھہ اثر اور کوئی فائدہ نہوا اور میری نصیحت انکے دلونمین
نہ سمائی۔ آخر انکا اب یہہ حال ہے کہ مجھے پیغام بھیجا کرتے ہین کہ حربون اور نیزہ بازیون
کے لیے طیار رہو۔ اور مردانِ جنگی کے مقابلہ پر میدان مین نکل آؤ۔ جاے غور ہی
کہ مجھہ ایسے شخص کو یہہ لوگ ایسی بات کہتے ہین اور مجھہ سے شخص کو لڑائی سے ڈرلاتے
ہین۔ حالانکہ مینے اپنی تمام عمر جنگ و جدال مین بسر کی ہے۔ اور مینے میدان تیغزنی
اور نیزہ بازی ہی مین پرورش پائی ہے۔ کیا لوگ مجھے بھول گئے ہین۔ مین وہی علی

ہون جسنے انکی صفون کو شکست و درہم و برہم کیا ہے مین وہی علی ہون جسنے
انکے باپ دادونکو قتل کیا ہے - مین وہی علی ہون جسنے انکی جماعتون کو
پریشان و متفرق کردیا ہے - جس تلوار سے مینے پہلوانانِ عرب کے سر قلم کیے
وہ اسوقت بھی میرے ہی ہاتھہ مین موجود ہے - جس نیزہ سے مینے جنگ
آورانِ عجم کے دل شگافتہ کئے وہ اسوقت بھی میرے ہی قبضہ مین طیار ہے وہی دل وہی
بازو وہی ہمت ہے - دولتِ صبر و یقین میرے پاس موجود ہے - پھر مجھے کونسا اندیشہ ہے
کیا خدا تعالے نے مجھسے فتح و نصرت کا وعدہ نہین فرمایا ہے - اور اپنی تمام
نعمتون کے دروازے مجھپر نہین کھولدیے ہین - انسانکو موت سے بھاگنا بیجا ہے
بغیر اجل جو حکم ربانی سے تعلق رکھتا ہے وہ نہین ہوسکتا - جو شخص قتل نکیا جاے
آخر کو ایک دن خود اوسکی جان جائیگی - مردانہ وار قتل ہوجانے کا درجہ مرجانے سے
بہتر ہوتا ہے - قسم ہے اوس خداے واحد کی کہ جان علی کی جسکے قبضہ قدرت مین
ہے کہ ہزار زخم تلوار کے کھا لینا اس امر سے نہایت آسان ہے کہ مثل
عورتون کے فرش پر موت آجاوے - یہہ فرما کر امیر المومنین نے اپنے ہاتھہ
دعا کے لیے اوٹھاے - اور عرض کیا کہ اے خدا تعالے تو ملاحظہ فرما کہ طلحہ
خود میرے پاس آیا اور مجھسے خوشی اور رغبتِ دلی کے ساتھہ بیعت کی اور بعد
اسکے اوسنے عہد شکنی کی ہے اور اپنے قول کے خلاف عمل کیا ہے - پروردگارا
اگر یہہ میرا عرض کرنا صحیح ہے تو اب طلحہ کو اس سے زیادہ بقا اور مہلت نہ دے اور
جسقدر جلد ہوسکے مجکو طلحہ کے مکر سے خلاصی عطا فرما - اے میرے مالک زبیر ابن عوام
نے میرے حقِ عزیزداری کا کچھہ خیال نرکھا اور مجھسے دشمنی ظاہر کی اور مجھسے عہد شکنی
کی اور مجھہ مین اور مسلمانون مین مفت لڑائی قائم کرادی - حالانکہ زبیر خوب جانتا ہے
کہ یہہ فعل اوسنے برا کیا ہے اور وہ ظالم ہے - بارالٰہا اوسکے شر کو مجھسے دور فرمادے -

امیر المومنین نے یہہ باتین کہکر آخر مین دعا و مناجات کی اور دوستون کے
نزدیک اپنے کو لڑائی مین معذور کیا۔ اسکے بعد امیر المومنین نے اٹھکر اپنے
لشکر کی صفون کو آراستہ کیا۔ سوارونکی داہنی سمت کو عمار ابن یاسر کے سپرد کیا
پیادونکے داہنی سمت کو شریح ابن ہانی کے تفویض فرمایا۔ سوارونکے بائین جانب
سعید بن قیس ہمدانی کو مقرر فرمایا۔ پیادونکے بائین جانب رفاعت بن شداد
البجلی کو متعین فرمایا۔ محمد بن ابی بکر کو سوارون کے بیچ مین استادہ کیا عدی
بن حاتم الطائی کو پیادونکے بیچ مین نامزد فرمایا۔ ہراولی سواران زیاد بن کعب
الارجی کے سپرد فرمائی۔ ہراولی پیادگان حجر بن عدی الکندی کو عطا کی۔ سرداری
سواران کمینگاہ عمر بن حمق الخزاعی کو عنایت ہوئی۔ افسری پیادگانِ کمینگاہ
جندب بن زہیر الاسدی کو مرحمت ہوئی۔ پس عرب کے تمام خاندانون مین سے
ہر خاندان کے سردار کو فرمایا کہ اپنی قوم پر ہر وقت خیال رکھے اور جو کچھ وہ
کہین اوسپر لحاظ کرے۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اسطرح پر اپنی لشکر کو
آراستہ کیا تو دفعتاً سب سوار پیادے جنبش مین آئے اور اوس طرف عائشہ
رضی اللہ عنہا بھی باہر آئین اور ایک ہودج مین بیٹھین۔ وہ ہودج اپنے اونٹ کی
او پر جسکا نام عسکر تھا کسوالیا۔ اسی اونٹ کو یعلی ابن منبہ سے ۸۰ دینار کو مول لیا
تھا۔ اور یہہ بڑا ہودج تھا جو سال کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ اور جسمین لوہے کی
کیلین جڑی ہوئی تھین۔ اور اوسکے اندر اونٹ کا چمڑا سنڈہا ہوا تھا۔ اور
اوسکے اوپر خوشنما کپڑے لگائے گئے تھے۔ اور اہل بصرہ کا علم اوسی اونٹ پر
تھا۔ جب دونون لشکر برابر آکر میدان مین کھڑے ہوئے تو دونون جانب سے
مردان جنگجو برآمد ہوکر باہم مقابل ہوئے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اپنی لشکر کی
باہر آئے۔ اور دونون صفون کے بیچ مین کھڑے ہوئے۔ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے ۔ اور چادر اوس جناب کی آپکے
کاندھے پر تھی ۔ اور عمامہ سیاہ سر پر بندھا تھا ۔ اور رسولخدا کے مرکب پر جو سبز
رنگ تھا اور جسکو دُلدُل بھی کہتے ہین سوار تھے ۔ پس بآواز بلند فرمایا کہ زبیر
ابن عوام کہان ہے ذرا میرے سامنے آوے ۔ یہہ سنکر زبیر قریب آیا ۔ عائشہ
چلانے لگین کہ اب بیچاری اسما بیوہ ہوا چاہتی ہے ۔ لوگون نے کہا کہ خاطر جمع
رکھو ۔ علی ہتھیار نہین لیے ہین ۔ لڑائی کا ارادہ نہین بلکہ زبیر سے کچھہ بات
کہنا چاہتے ہین غرض جب زبیر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا ۔
تو امیر المومنین نے اوس سے کہا ۔ کہ یا اباعبد اللہ یہہ کیا حرکت ہے جو
تو کر رہا ہے ۔ اور کس وجہ سے اس کام پر آمادہ ہوا ہے ۔ زبیر نے جواب
دیا کہ طلب خونِ عثمان نے مجکو اس امر پر آمادہ کیا ہے ۔ امیر المومنین نے
کہا سبحان اللہ تو نے اور تیرے دوستون ہی نے تو عثمان کو قتل کیا اب قصاص
کس سے طلب کر رہا ہے ۔ یہہ کہکر فرمایا کہ اے زبیر مین تجکو اوسی خدا کی
قسم دیتا ہون کہ جسکے سوا دوسرا خدا نہین ہے اور تجکو اوسی خدا کی قسم
ہے جسنے قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھیجا اور مین تجکو یاد دلاتا ہون کہ ایکروز
مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھہ سے کہا تھا کہ کیا تو علی کو دوست رکھتا ہے ۔ اور تو نے یہہ جواب
دیا تھا ہان مین اوسکو کیون نہین دوست رکھتا کہ علی میرا ماموں زاد بھائی ہے ۔ مصطفے
علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر ایک دن ایسا ہوگا کہ تو علی کے ساتھہ بقصد
جنگ آمادہ ہو جاویگا ۔ اور علی سے تو دشمنی کریگا یقین جان لے کہ اوس روز
بمقابلہ علی کے تیرا شمار ظالمون مین سے ہوگا ۔ زبیر نے جواب دیا کہ سچ ہے اور
یہہ بات درست ہی ۔ اسکے بعد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین دوسری
بار تجکو پھر قسم دیتا ہون اور تجکو یاد دلاتا ہون کہ ایک دن رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم

عمرا بن عوف کے مکان سے آتے تھے - اور تو اوس جناب کے خدمتین تھا
اور وہ جناب تیرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے - کہ مین آگے سے آیا - اور رسولخدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے مجہپر سلام ارشاد فرمایا - اور مین ہنسا تو تو نے کہا کہ ای پسر
ابو طالب تو نے رسولخدا کو پہلے سلام کیون نکیا - کیا تو غرور سے باز نآئیگا
یہہ سنکر اوس جناب نے فرمایا کہ ای زبیر خاموش رہ اسلیے کہ علی مغرور نہین ہے
اور ایک دن ایسا ہوگا کہ تو علی پر بارادہ جنگ لشکرکشی کریگا کہ اوسمین [illegible]
اور [illegible] المومنین ہوگا - زبیر نے جواب دیا کہ سچ ہے اور یہی بات ہوئی تھی -
اور رسولخدا نے ایسا ہی فرمایا تھا لیکن اے امیر المومنین یہہ باتین مجکو
فراموش ہوگئین تھین - اب مجکو یاد آگیا کہ آپ نے یہہ سب سچ بیان کیا - اور اگر
اس سے پہلے یہہ باتین آپ مجکو یاد دلاتے تو مین ہرگز بارادہ جنگ یہان نہ
آتا اور اسوقت مجکو یاد دلایا گیا تو قسم ہے خدا کی کہ مین واپس جاؤنگا - اور کوئی ایسی
حرکت نکرونگا جو آپ کے دلپر باعث رنج و ملال ہو - یہہ کہکر زبیر اپنے لشکر کو گیا
اور عائشہ کے پاس پہونچا وہ ہودج مین تھین - عائشہ نے کہا یا ابا عبد اللہ علی سے
اور تجہسے کیا باتین ہوئین - زبیر نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو جو
نسبت ارشاد رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اون سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا
کہ اسوقت میرا عجب حال ہے اور قسم اوس خدا کی کھاتا ہون جو تمام کمالات پر قادر
ہے کہ مجھے حالت اسلام اور زمانہ جاہلیت مین کسی ایسی لڑائی پر جانے کا اتفاق
نہین ہوا ہے اور کسی ایسے میدان جنگ مین کھڑے ہونے کا موقع نہین ملا ہے
جیسے کہ بوجہہ غلبہ تردد و حیرت آج اپنے پانون کو مین ٹھکانے پر نہین پاتا ہون عائشہ
نے کہا کہ اے ابا عبد اللہ معلوم ہوا کہ تو شمشیر علی سے ڈر گیا - اور اگر تو شمشیر علی
سے ڈرتا ہے تو اسمین کچھ عیب نہین ہے اسلئے کہ تجہسے پہلے بہت مردان

جنگ آزما اوس سے خائف ہو چکے ہین زبیر کے بیٹے عبداللہ نے بھی اپنی
باپ سے کہا کہ اے باپ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی موت کی صورت شاید علی
کی تلوار مین تو نے دیکھہ لی۔ کہ جس سے تو ڈر گیا اور پیٹھہ پھیر لی۔ زبیر نے
جواب دیا کہ اے لڑکے تجکو بیٹے اپنی اور ہمیشہ سے نحس دیکھا ہے عبداللہ
نے جواب دیا کہ مین ہرگز نحس نہین ہون بلکہ تو نے ہملوگون کو عرب مین رسوا
کیا۔ اور پھر ایسا دھبا لگا دیا جس کا دہویا جانا سات دریا کے پانی سے
بھی ممکن نہین ہے۔ زبیر یہہ سنتی ہی جوش مین آیا اور اپنے گھوڑیکو غصہ سی ہانک کر
لشکر امیر المومنین کی طرف دوڑایا۔ امیر المومنین نے جب زبیر کو اسحالت مین
دیکھا اپنے لشکر مین آواز دی کہ راستہ کھولدو۔ کہ زبیر دوسری طرف سی باہر
نکلجاویگا۔ یہہ سنکر راستہ کھولدیا گیا زبیر صفہای لشکر امیر المومنین کو شگافتہ کرتا ہوا
دوسری جانب سی دوڑاتا ہوا۔ اور اوس طرف سی دوسری بار پھر گھوڑا اوڑاتا ہوا
تمھار لشکر مین سے باہر نکل آیا۔ اور کسیکو زخمی نکیا اور اپنے لشکر مین جا پہونچا۔
پس زبیر نے اپنے بیٹے سے کہا کہ کیون تو نے دیکھا میرا یہہ حملہ بد دلونکا حملہ
تھا عبداللہ نے جواب دیا کہ نہین بہت اچھا تھا۔ لیکن تو نے کسیکو زخمی تو نہین کیا
اور یہہ وقت کہ عین کام کرنے کا ہی ہماری طرف سے پیٹھہ پھیر لی اور ہمکو چھوڑ دیا
زبیر نے کہا کہ اے نالایق غور کر کہ مصطفے علیہ السلام کی بات پر لحاظ رکھنا تیری
یا کہ تیرے سبب سی اپنے کو دوزخ مین ڈالنا لازم ہے۔ پس اپنی حرکات گذشتہ
سے توبہ کی اور باہر نکل آیا۔ چہ سوار اسکے پیچھے دوڑے تا کہ اوسکو پھیر لاوین
جو نہین سوار قوم کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو باگ موڑ کر اونپر حملہ کیا۔ اور سب کو پراگندہ
کر کے ایک سمت روانہ ہو گیا۔ اور ایک موضع مین پہونچا کہ جسکو وادی کہتی ہین
اور ایک قوم کے پاس جو بنی تمیم مین سے تھے اوتر پڑا۔ اور اسکے دوستون مین سے

ایک شخص نے اوس سے کہا کہ لشکر کو کسطرح چھوڑ آیا۔ زبیر نے جواب دیا کہ
اہلِ فوج بارادہ جنگ آپسمین لڑائی کرنا چاہتے تھے۔ لہذا مجکو برداشت نہو سکی
اوس دوست نے زبیر کے لیئے کھانا اور تھوڑا دودھ منگوایا۔ زبیر نے کھانا
کہا کر دودھ پی لیا اور وضو کر کے نماز ادا کی اور سو رہا جب اوسکے دوست کو
معلوم ہوا کہ زبیر سو گیا۔ تو فوراً تلوار نکالکر اوسکا سر کاٹ لیا اور اوسکے گھوڑی
اور ہتھیار اور انگوٹھی کو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا۔ اوس دوست کا
نام عمر ابن جرموز المجاشعی تھا۔ امیر المومنین قتل زبیر سے نہایت ناخوش ہوئی
اور عمر کے ساتھہ نارضامندی ظاہر کی۔ اور فرمایا کہ اسکو کیون قتل کیا۔ عمر نے
کہا کہ مین ایسا سمجتا تھا کہ زبیر کے قتل سے آپ خوش ہونگے۔ اور مین جانتا تھا
کہ زبیر ہرگز آپ کے موافق نہوگا اسلیئے مینے اوسکو قتل کیا ہے۔ امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مینے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ قاتلِ زبیر کو آتشِ
دوزخ کی بشارت دیجا دیگی۔ عمر یہہ بات سُنکر ناخوش ہوا اور چلا گیا۔ امیر المومنین
علی شمشیر زبیر کو ہاتھہ مین پکڑ کر گھوماتے تھے۔ اور روتے تھے۔ اور فرماتے
تھے کیہہ ہی تلوار ہے کہ جسنے مصطفےٰ علیہ السلام کے بہت سے رنج دور کیے ہین
اور بہت سے دشمنون کو قتل کیا ہے۔ غرض کیفیتِ زبیر پر بہت افسوس کیا۔
اور صبر فرمایا پھر امیر المومنین نے اپنی لشکر کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ
انکھین جھکائے رہو اور دلونکو لڑائی پر مستحکم کرو۔ اور خدائے حق سبحانہٗ تعالےٰ کو
زیادہ یاد کرتے رہو۔ اور آپسمین باتین نکرو اور شور و غل مت مچاؤ کہ بد دلی کی
علامت ہی۔ عائشہ اپنے لشکر کو ترغیب دیتی تھین اور اہلِ بصرہ آمادۂ جنگ
تھے۔ اور بار بار لشکر امیر المومنین پر تیر برساتے تھے۔ جس سے لشکریان امیر المومنین
زخمی ہوتے جاتے تھے۔ امیر المومنین اسوقت جب کھڑے تھے۔ دوستانِ

امیر المومنین کہنے لگے کہ اے امیر المومنین ان لوگون کی شوخی اب حد سے
گذر گئی کہ ہمارے آدمیون کو زخمی کر رہے ہین مگر امیر المومنین جنگ کے لیے
حکم ہی نہین فرماتے۔ معلوم نہین کہ اب کس چیز کا انتظار فرما رہے ہین۔ امیر
المومنین نے کہا کہ مین اس تردد مین تھا کہ اپنے کو اب بھی جنگ و جدال سے
باز رکھون۔ لیکن استحالت مین کہ میری کوئی نصیحت یہہ لوگ قبول ہی نہین کرتے
اور میرے بہت سے رفیقونکو زخمی کر چکے ہین تو اب میری جانب سے بھی
کوئی عذر باقی نرہا۔ یہہ فرما کر اپنی زرہ پہن لی اور تلوار کمر مین لگائی اور عمامہ سر پر
باندہا۔ اور دُلدُل پر سوار ہوے۔ اور قرآن کو اپنی دست مبارک مین
لیکر آواز دی کہ اے حاضرین تم مین سے کون شخص اس مصحف کو مجھسے لیکر
اس قوم کے آگے لیجاسکیگا۔ تاکہ اونکو احکام قرآن کے مطابق ہدایت کرے
ایک غلام خاندان مجاشع مین سے جسکا نام مُسلم تھا حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ
اے امیر المومنین یہہ کام مجہہ سے ہوگا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اے جوان
اگر تو اس قوم کے پاس یہہ قرآن لیجاویگا۔ تو یہہ لوگ تجھکو قتل کر ڈالینگے پس
کیا تجھکو اپنا قتل گوارا ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ یا امیر المومنین ہان مجھکو اپنا قتل
گوارا ہے امیر المومنین نے فرمایا کہ اول یہہ لوگ تیرے اِن ہاتونکو جن مین
تو قرآن لیے رہیگا کاٹ ڈالینگے بعد اسکے تجھکو زخمی کرتے کرتے ہلاک کرینگے
اوس جوان نے جواب دیا کہ مین راضی ہون یہہ لوگ جو چاہین وہ کرین اس لیے
کہ مجھکو خداوند تعالی کی رضامندی تو حاصل ہوگی۔ پھر مجھے ان امور کا کوئی خوف
نہین۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ یہہ باتین اوس سے بطور پائیز
اور اوسپر حجت تمام کرلی۔ مگر اوس جوان نے یہی جواب دیا کہ خدای تعالی کی راہ مین
شہید ہوجانا اور ثواب جسکا وعدہ ہوچکا ہے حاصل کرلینا اس رنج و مشقت سے بہتر ہے

نہایت سہل و آسان ہے پس امیر المومنین نے اوسکو دعا خیر فرمائی اور وہ جوان قرآن شریف امیر المومنین سے لیکر اوس جماعت کے آگے آیا اور کہا کہ اے حاضرین امیر المومنین علی ابن ابوطالب کہ چچا زاد بھائی رسولخدا کا ہے اس قرآن کو میرے ہاتھ تمہارے پاس بھیجکر اور اپنے کو لڑائی سے معذور رکھکر ارشاد فرماتا ہے کہ مین تمہارے ساتھ مطابق اس کلام الہی کی اور موافق اُن امور کے جو اسمین لکھے ہین عمل کرتا ہون۔ تم مجھسے دشمنی نکرو اور میرے ساتھ جنگ و جدل پیش نہ آؤ اور خدا تعالے کی جانب سے اپنے دلونمین رحم پیدا کرو۔ اور اپنے کو اپنے ہاتون سے ہلاک نکرو ایک مرد جو خدمتگاران عائشہ رضی اللہ عنہا مین سے تھا آیا اور اوس شخص پر تلوار ماری کہ دونون ہاتھ اوسکے کٹ گئے۔ اوس جوان نے قرآن شریف کو اپنے بازو اور سینے سے سنبھالا۔ آخر ایک تلوار اوسکے سینہ پر بھی ماری اور اوسکو قتل کیا۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہہ حالت دیکھی تو علم اپنی بیٹے محمد ابن الحنیفہ کو دیکر فرمایا کہ ای فرزند اس علم کو لو اور دشمنون پر حملہ کرو۔ محمد ابن الحنیفہ نے علم لے لیا اور اپنے صف لشکر کے آگے گھوڑا بہت زور سے دوڑایا۔ اور لشکر عائشہ پر بڑا زبردست حملہ کیا۔ اور چند پہلوانان نامی کو جو اپنی صفون کے آگے گھوڑے دوڑا رہے تھے مار گرادیا۔ بعد اسکے لشکر بصرہ کے داہنی اور بائین جانب گھوڑا اوڑا کر خوب جنگ و جدال کی۔ اور اپنی لشکر مین آکر علم واپس لایا۔ اسکے بعد امیر المومنین نے خود گھوڑا اوڑایا۔ اور ایکساعت تک لشکر کوفہ کے داہنی جانب اور ایک ساعت اونکی صفونکی بائین جانب حملہ عظیم فرمایا اور چند پہلوانونکو مار کر اور بہت سے آدمیونکو زخمی کر کے واپس آئے اور اپنے لشکر مین داخل ہوئے۔ امیر المومنین کی تلوار شیر ہی ہوگئی تھی

ابن الحنیفہ

امیر المؤمنین

اسلیئے گھوڑے سے اوترکر اپنی تلوار کو سیدھا کیا۔ اور پھر سوار ہوکر دوسری مرتبہ
حملہ دلیرانہ فرمایا۔ اس حملہ مین جو سوار امیر المومنین کے آگے آتا تھا۔ فوراً قتل
ہوکر گھوڑے سے گرادیا جاتا تھا۔ یہانتک اس حملہ مین تیغ وطالت ہوئی کہ امیر المومنین
کی تلوار پھر ٹیڑہی ہوگئی اسلیئے امیر المومنین میدان جنگ سے اپنے لشکر مین واپس
آکر تلوار خم شدہ کو زانو کے نیچے دباکر پھر سیدھا کرنے لگے۔ اور فرماتے جاتے
تھے کہ قسم ہے خدا کی کہ یہ لڑائی جو مین کر رہا ہون اسمین سوائے خوشنودی خدائے
تعالی اور حصول ثواب آخرت کے اور کچھہ میرا مطلب نہین ہے۔ اور اپنے فرزند محمد
ابن الحنفیہ کی طرف منہ کرکے فرمایا کہ اے فرزند جنگ ایسی کرنی چاہیئے جسطرح کہ
تیرا باپ لڑ رہا ہے۔ اوسوقت میمنہ فوج بصرہ نے میسرہ فوج کوفہ پہ بڑا زبردست
حملہ کیا اور اونکو اونکی جگہہ سے کسیقدر پسپا کردیا۔ مگر اہل کوفہ نے بھی ثابت
قدمی کو کام فرماکر اہل بصرہ کے ساتھہ جنگ عظیم کی۔ مخنف بن سلیم الازدی
لشکر امیر المومنین علی مین سے نکلا اور لشکر بصرہ پر حملہ کرکے کئی آدمیون کو زخمی
کیا۔ مگر ایک بھاری زخم کہانے سے واپس آیا۔ بعد اوسکے اوسکے بھائی
صقعب ابن سلیم نے حملہ کیا اور بہت عمدہ لڑائی کرتا رہا۔ آخر اہل بصرہ نے
اوسکو ایک زخم کاری لگایا کہ وہ بزرگ شہید ہوگیا۔ بعد اوسکے زید بن
صوحان العبدی کہ یاران امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین ایک بڑا نامی شخص تھا
اور علمدار امیر المومنین بھی تھا حملہ ہائے عظیم اور جنگ ہائے مردانہ کرتا رہا۔ اور ایسی
عمدہ لڑائیان کین کہ دونون لشکرون مین تحسین و آفرین کا شور برپا ہوگیا۔ آخر
لڑتے لڑتے اسنے بھی شہادت پائی اسکے بعد صعصعہ بن صوحان جو زید موصوف کا
بھائی تھا علم ہاتھہ مین لیکر حملہ ہائے مردانہ کرنے لگا اور بہت خوب لڑتا
رہا۔ آخر مین اوسکو ایک زخم کاری لگ گیا جس سے مجبور ہوکر واپس آیا۔

پھر ابو عبیدہ العبدی کہ اصحاب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین بڑا بیشک نفس تھا
علم لیکر حملہ کرتا رہا آخر کو شہید ہو گیا اسیطرح یاران امیر المومنین علی رضی
اللہ عنہ مین سی ایک مقام خاص مین ۲۷ آدمی نامی گرامی شہید ہوئے اللہ
تعالے اونپر اپنی رحمت نازل فرماوے۔ بعد اسکے ایک مرد لشکر [illegible]
سے جسکا نام عبد اللہ ابن بشر تھا میدانِ جنگ مین آیا اور [illegible]
کہ وہ ابو الحسن جس نے فتنہ و فساد برپا کیا ہے کہان ہے۔ اسلیئے [illegible]
اوسکی غرض ہے۔ امیر المومنین یہہ سنکر اوسکے آگے آئے اور فرمایا کہ مین [illegible]
ہون۔ سامنے آ۔ اور جو کچھہ تیرا مطلب ہو پورا کر۔ یہہ سنکر اوس مرد نے تلوار نکالی
اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ امیر المومنین نے ایک ایسی تلوار اسکو
ماری کہ سر اور گردن اور کندھا اوسکا چشم زدن مین اوڑا دیا۔ پس مردان جنگ آزما
دونون جانب سی نکلنے اور نیزہ و شمشیر سے باہم لڑنے لگے۔ ادہر سے اور ادہر
سے برابر نکلتے جاتے تھے۔ اور قتل ہوتے جاتے تھے۔ مردان بصرہ شتر
عائشہ کی مہار پکڑے تھے اور فخر کرتے جاتے تھے۔ اور رجز پڑھ پڑھ کر یاران
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کرتے جاتے تھے۔ اور قتل ہوتے جاتے
تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہہ حالت دیکھی تو غصہ مین آکر کہا کہ
ایک مٹھی بھر کنکر مجکو اوٹھا دو۔ چنانچہ لوگون نے اٹھا دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
وہ کنکر اپنے ہاتھہ مین لیکر دوستانِ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے منہ کیطرف
پھینکا۔ اور کہا کہ ان سب کے مونہہ کالے ہو جائین۔ اسکے جواب مین ایک مرد
جو یارانِ علی رضی اللہ عنہ مین سے تھا بولا کہ اے عائشہ ما رمیت اذ رمیت
ولکن الشیطان الرمی یعنی یہہ تم نہین پھینکتی ہو بلکہ شیطان پھینک رہا ہی یا نفس
امارہ سے نہایت غصہ مین ہوئین اور کہا ان نالائقونکو مارو۔ غرض یہہ نوبت پہونچی

اہل بصرہ داہنی اور بائین جانب سے یاران امیر المومنین پر حملے کرنے لگے
تو نہایت سخت لڑائی ہونے لگی۔ تمام میدان آتش جنگ سے شعلہ زن ہوگیا
جنگل مین جسطرف نگاہ جاتی تھی لاشون کے انبار نظر آتے تھے اور وہ انبار بھی
اسقدر بلند ہوئے کہ بڑے اونچے اونچے ٹیلے ہوگئے۔ مروان ابن الحکم
قلب لشکر بصرہ مین کھڑا تھا طلحہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے اپنے لشکر کو
جنگ امیر المومنین علی پر ترغیب دے رہا تھا۔ مروان لڑائی سے بہ تنگ آکر
اپنے غلام سے کہنے لگا کہ اسوقت مجھکو ایک بات سے سخت تعجب ہو رہا ہے
اور وہ بات یہہ ہے کہ قتل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر اوسکے دشمنون کو
طلحہ سے بڑھکر کوئی دوسرا شخص ترغیب نہ دیتا تھا۔ اور جس طرح طلحہ کو قتل
و خونریزی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر کوشش دہی تہہ دل سے تھی وہ کسی کو
نتھی۔ اور آج مین دیکھہ رہا ہون کہ طلحہ خون عثمان طلب کرنے کے لیے
آیا ہے اور آدمیون کو معرض ہلاکت مین ڈال رہا ہے مجھکو یہہ اندیشہ ہے کہ طلحہ
اس تمام لشکر بصرہ کو قتل کروا ڈالیگا۔ لہذا مین چاہتا ہون کہ طلحہ کو ایک تیر لگا مار
ڈالون تاکہ یہہ مسلمان اوسکے مکر سے خلاصی پاجائین اور اوسکا شر دور ہوجاوے
لیکن اے غلام مجکو صرف یہہ بات کرنا چاہیے کہ بروقت تیر مارنے کے میری
آگے تو کھڑا رہے اور مجھے چھپائے رہے۔ تاکہ مجکو تیر مارنے کے وقت کوئی
نہ دیکھ پاوے۔ اور کسیکو نہ معلوم ہو کہ یہہ تیر مینے مارا ہے۔ اگر تو صرف یہ ابھی حکم پر
عمل کریگا تو مین تجکو آزاد کردونگا۔ غلام یہہ سنکر مروان کے آگے کھڑا ہوگیا مروان
نے غلام کی آڑ مین سے ایک تیر جسکی پیکان کو زہر سے بجھایا تھا کمان مین لگا کر
نہایت چالاکی سے طلحہ کو مارا۔ طلحہ بمجرد لگنے اوس تیر کے گھوڑی پر سے گر پڑا اور
بیہوش ہوگیا۔ جب ایک ساعت کے بعد اوسکو ہوش آیا تو اپنے غلام سے کہا کہ

مجکو جلد یہان سے اوٹھا اور کسی سایہ مین لیچل ۔ غلام نے کہا کہ ایخواجہ اس جنگل مین
کوئی جگہہ پناہ کی اور کوئی مقام سایہ کا نظر نہین آتا جہان مین تجھکو لیجا سکو طلحہ نے کہا
کہ سبحان اللہ آج کسی قریش کو سوائے اپنے خونخواری کے مین اپنا دوست
نہین دیکہتا ہون اور مین نہین جانتا کہ یہہ تیر کہان سے آکر مجکو لگ گیا شاید یہہ
تیر اجل کا تیر تہا ۔ اور مجکو یقین ہے کہ بحکم خدا تعالی کے یہہ تیر مجہہ پر نہین لگا ہے ۔
کیونکہ اللہ تعالے کا حکم جو کچہہ ہو چکا اوس کا پورا ہونا ضرور ہے طلحہ یہہ
باتین کہتا تھا اور زمین پر تڑپ رہا تھا یہانتک کہ تڑپتے تڑپتے اوسکی جان
نکل گئی وہان سے اوسکی لاش اوٹھا کر ایک مقام پر جسکو سجنہ کہتے ہین دفن کیگئی
عایشہ رضی اللہ عنہا طلحہ کے قتل سے نہایت غمگین ہوئین اسلیئے کہ طلحہ اون کے
چچا کا بیٹا تھا اور اہل بصرہ بھی طلحہ کے قتل پر نہایت اندوہناک ہوئے اور
اونکو نہایت افسوس ہوا ۔ غرض لڑائی ہوتے ہوتے جب رات ہوئی
تو دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے ۔ دوسرے دن پھر
دونون لشکر قاعدہ کے موافق میدان مین آکر صف آرا ہوئے اور عائشہ
رضی اللہ عنہا ہودج مین بیٹھ گئین ۔ اہل بصرہ اونکے اونٹ کو اپنی لشکر کے آگے
لے آئے بعدہ اوس اونٹ کے چارونطرف اہل بصرہ کھڑے ہو گئے
اور ادہر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنی لشکر کو بھی آراستہ کیا غرض
دونون جانب سے مردان جنگجو میدان مین نکلنے لگے اور لڑائی شروع ہو گئی
راوی کہتا ہے کہ اوسروز اسقدر لوگ قتل ہوئے کہ تمام جنگل کی خاک خون
سے لال ہو گئی ۔ غرض دہستان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے بعد دیگری
دفعتاً مقتول ہوئے ۔ اور اصحاب جمل یعنی اون لوگون پر جو شتر عائشہ رضی اللہ
عنہا کے گرد کھڑے ہوئے تھے حملہ کیا ۔ چلے امیر المومنین کی جانب سے

حجاج بن غزیۃ الانصاری نے گھوڑا دوڑایا اوسکے پیچھے خزیمہ بن ثابت
نے گھوڑا ڈالا اوسکے پیچھے شریح بن ہانی الحارثی نے گھوڑا ڈال دیا
اوس کے پیچھے ہانی بن عروۃ المذحجی نے حملہ کیا اسکے بعد زیاد بن کعب
الہمدانی نے گھوڑا اوڑایا۔ اسکے بعد عمار بن یاسر نے گھوڑا دوڑایا اسکے بعد
اشتر نخعی نے حملہ کیا اوس کے بعد سعد بن قیس الہمدانی دوڑ پڑا اوسکے بعد
عدی ابن حاتم الطائی نے گھوڑا دوڑایا اوسکے بعد رفاعت بن شداد
نے گھوڑا اوڑایا غرض دوستان و سرداران امیر المومنین یک و دیگرے
بعد داہنی اور بائین اور درمیان اور پشت لشکر سے حملے کرتے ہوئے اور
لڑتے ہوئے دوڑ ہی پڑے۔ اور ایسی سخت لڑائی کی کہ ایسی لڑائی کبھی
کسینے سنی بھی نہوگی۔ راوی کہتے ہین کہ اُسوقت اہل بصرہ مین سے بے
نہایت آدمی قتل ہوئے اور جس ہودج مین عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی
تہین اوس ہودج کا حال تیرون کے لگنے سے مثل ساہی کے ہو رہا تھا
خاندان بنی ضبہ کے لوگ براہ مبالغہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے
مینگنیان سونگھتے جاتے تھے اور آپسمین کہتے تھے کہ مادر مومنان کی اونٹ
کی مینگنی مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہی۔ اور اس پر فخر کرتے تھے اور
مہار اونٹ کی پکڑے ہوئے تھے اور مردانگی دکھا رہے تھے اور برابر قتل
ہوتے چلے جاتے تھے اشتر نخعی جو سرداران امیر المومنین مین سے تھا بہت ہی
سخت لڑ رہا تھا اور جو کوئی لشکر بصرہ مین سے اوسکے آگے آتا تھا فوراً قتل
ہوتا تھا۔ عبد اللہ ابن زبیر نے جب اشتر کو اسحال مین دیکھا تو چلا کر کہا کہ
اے دشمن خدا تھوڑی دیر توقف کر کہ مین تیرے ہی فکر مین پھر رہا ہون اب
دیکھہ تو ہی کہ مردانہ ضرب اسکو کہتے ہین یہہ کہکر اپنے نیزے کو تکان دی اور گھوڑا

اشتر پر دوڑا یا تھوڑی دیر تک دونوں مین خوب نیزہ بازی ہوتی رہی آخر
اشتر نے عبد اللہ بن زبیر کو ایک ایسا نیزہ مارا کہ اوسکو گھوڑے سے گرا دیا اور
خود گھوڑے سے اتر کر اوسکے سینے پر چڑھ بیٹھا عبد اللہ بن زبیر نے بڑی مشکلون سے حیلے
حوالے کر کے اپنے کو اشتر سے چھوڑایا۔ اور زیادہ تر عبد اللہ بن زبیر کے چھوٹ
جانے کا سبب یہ تھا کہ اشتر اوس دن روزہ دار تھا اور اوس سے پہلے دو
روزے اور بوجہ بیماری بغیر آب و طعام رکھ چکا تھا ورنہ کیا مجال تھی کہ عبد اللہ بن زبیر
اشتر کے چنگل سے نکل سکتا۔ جب سرداران امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بطرز جنگی
حملے کرنے لگے تو برابر فتح نصیب ہونے لگی۔ اور اہل بصرہ چاروں طرف سے قتل
ہونے لگے۔ لہذا باقی ماندونکو لڑائی کی تاب نہ رہی فوراً میدان جنگ سے بھاگے
اور لڑائی ہار گئے۔ دوستان امیر المومنین جس شخص کے پاس پہنچتے تھے فوراً اوسکو
قتل کر دیتے تھے۔ غرض امیر المومنین نے باواز بلند حکم دیا کہ اوس جمل یعنی اونٹ
کے پانوں کاٹ ڈالو اور فرمایا کہ اوسکے پانوں جلد کاٹو کہ وہ شیطان ہے یہ سنتے ہی
آدمی چاروں طرف سے اونٹ کے پیچھے دوڑ پڑے اور عبد الرحمن بن صرد التمیمی
نے پہونچکر ایک تلوار اونٹ کے پانوں پر ماری کہ اوسکے دونوں آگے کے پانوں کٹ
گئے اور اونٹ سینے کے بل زمین مین گر اور ایک سخت آواز سے چلایا۔ عمار یاسر
فوراً دوڑتا ہوا آیا اور رسیوں کو جو ہودج کا تنگ تھا اپنی تلوار سے کاٹ ڈالا جب
ہودج کا تنگ کٹ گیا۔ تو فی الفور اونٹ پر سے ہودج زمین پر گر پڑا۔ اور امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ بھی پیچھے سے آپہونچے عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو ہین علی کرم اللہ وجہہ کو
آتے ہوئے دیکھا تو چلا کر کہا کہ یا علی تمنے اس وقت فتح پائی ہے تو تم بھی نیکی کرو
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو فرمایا کہ اپنی بہن کے پاس جا
اور ہرگز اپنے سوا کسیکو ہودج کے قریب نہ آنے دے۔ یہ سنکر محمد دوڑا اور اندر

ہودج کے ہاتھ اپنا کیا تاکہ عائشہ کو ہودج کے اندر سے باہر لاوے عائشہ نے
پوچھا کہ تو کون ہے کہ تیرا ہاتھ میرے کپڑے تک پہونچ گیا محمد نے جواب دیا کہ
چپ رہ مین تیرا بھائی محمد ہون۔ تجکو کوئی زخم بھی لگا ہے یا نہین۔ عائشہ نے
کہا کہ نہین لگا محمد نے کہا کہ بہن تو نے بہت بڑی حرکت کی اور اپنی آبرو شادی اور
اپنے کو ہلاکت مین ڈالا۔ یہہ کہکر عائشہ کو شہر بصرہ مین لیگیا۔ اور عبداللہ ابن خلف
الخزاعی کے گھر مین جہان پہلے بھی عائشہ اتری تھین لے آیا۔ عائشہ نے اوس سے
کہا کہ مین تجکو قسم دیتی ہون کہ تو میری خاطر سے عبداللہ ابن زبیر کو لے آ۔ محمد
نے پوچھا کہ کہان گیا کیونکہ یہہ سب رنج و مشقت عبداللہ ہی کے سبب سے
ہم پر پہنچی ہے۔ عائشہ نے جواب دیا کہ اس سے بڑھکر اب مجکو اور نہ ستاؤ
اور عبداللہ کو بلا دو کہ وہ میرے بہن کا لڑکا ہے۔ میری تمنا ہے کہ مین
اوسکو دیکھون کہ اس دار و گیر مین اوسکا کیا حال ہوا۔ یہہ سنکر محمد میدان
جنگ مین واپس آئے اور عبداللہ کو میدان مین زخمی پایا اور نہایت رنجور
دیکھا۔ اوس سے کہا کہ اوٹھ اور میرے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ جا تاکہ تجھے اپنی خالہ کے
پاس پہنچادون عبداللہ اوٹھکر سوار ہوا اور محمد اوسکے پیچھے گھوڑے پر بیٹھ گئے
اور عائشہ کے پاس لائے۔ جب عائشہ نے عبداللہ کو اس حالت پر دیکھا
تو رونے لگین اور اوسکو گود مین لیا اور اوسکا معالجہ کرنے لگین اور محمد سے کہا
کہ علی سے جاکر عبداللہ کے لئے امان طلب کر۔ غرض محمد خدمت امیرالمومنین
علی رضی اللہ عنہ مین آیا اور عبداللہ ابن زبیر کے لئے امان طلب کی امیرالمومنین
نے فرمایا کہ مینے تمام عالم کو امان دی کچھہ عبداللہ ابن زبیر ہی پر موقوف
نہین امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عباس کو بلا کر فرمایا کہ
عائشہ کے پاس جاؤ اور اوس سے کہو کہ تمھارا مدینہ مین جاؤ اور اب غرض

اندر شہر۔ عبداللہ ابن عباس بن عنعارہ مکان عبداللہ ابن خلف الخزاعی پر آیا اور کہا کہ
میں عائشہ کے واسطے کچھ پیغام لایا ہون اجازت ملنی چاہیئے کہ مکان کے اندر
آکر پیغام پہونچادون عائشہ نے اجازت ندی عبداللہ بغیر اجازت اندر چلا گیا
اور دیکھا کہ چند تکیے ادہر ادہر پڑے ہین اونہین مین سے ایک تکیہ اوٹھا کر اوسکو
زمین پر ڈالکر اوسپر بیٹھگیا۔ عائشہ نے کہا کہ اے پسر عباس تو نے سنت رسول اللہ کو چھوڑدیا
اور بغیر میری اجازت میرے گھر مین چلا آیا اور بحکم میرے تکیہ پر بیٹھگیا عبداللہ نے جواب دیا کہ تجھکو سنت رسول سے کیا کام
اور تجھکو سنت رسول سے کیا علاقہ ہی کیونکہ سنت رسول اللہ کی رسم اور وضع ہمارے ہی لیتی ہے ہملوگون نے تجھکو اور تیرے
باپ کو سنت رسول اللہ سکھائی۔ اگر اوسی حجرہ مین جہان کہ مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم نے تجھکو چھوڑا تھا تو بیٹھی رہتی اور اوسجگہہ سے تو باہر نہ آتی تو کوئی شخص بغیر اجازت
اور بلا اشارہ تیرے اوس مقام پر قدم نرکھتا۔ تیرا گھر اوسی جگہہ ہے جہان کہ اللہ تعالے
اور رسول خدا نے تجھکو لازم بنایا ہے حالانکہ تو بغیر حکم رسول خدا اور بلا اشارہ
باری تعالے اوس مکان سے باہر نکل آئی۔ اور تو نے جو کچھ کیا وہ ظاہر ہے
اسوقت امیر المومنین علی نے تجھکو حکم دیا ہے کہ مدینہ کی طرف فوراً واپس جا۔
اوس ساعت سے زیادہ ہرگز بصرہ مین مقام نکر عائشہ نے کہا کہ خدا تعالی امیر المومنین
عمر ابن خطاب پر رحمت کرے کہ امیر المومنین وہی تھا عبداللہ ابن عباس نے
جواب دیا کہ علی بھی امیر المومنین ہی ہے اگرچہ تجھکو ناگوار معلوم ہوتا ہی۔ عائشہ
نے جواب دیا کہ بیشک مین علی سے انکار کرتی ہون۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ تیرا انکار
سخت نامبارک ہی اور تیرے انکار کی مدت نہایت ہی کم رہگئی ہے۔ اور تیرا حکم
بہت ہی بے بنیاد ہی۔ اب وہ وقت جلد آیا چاہتا ہے کہ تیرا حکم تیرے ہی لئے
خجلت پیدا کریگا۔ عائشہ ان باتون سے بہت روئین اور کہا کہ اب مین ایسا
کرونگی کہ اس شہر سے چلی جاؤنگی اسلیئے کہ مجھکو اوس مکان سے بڑھکر اور کوئی اپنا

دشمن نہین معلوم ہوتا کہ جس مکان مین تم بنی ہاشمونکا مجمع ہووے۔ عبد اللہ نے
جواب دیا کہ یہہ باتین کیون کہتی ہے۔ اسلیے کہ جو کچہہ نعمتین تجکو میسر ہوئین وہ
بنی ہاشم ہی کے سبب سے ملی ہین عائشہ نے پوچھا کہ بتلاؤ تو مینے تم لوگونسے
کیا نعمت پائی عبد اللہ نے کہا کیا بوجہہ خاندان تیم عدی جو خاص تیرا حسب و
نسب ہی تجکو ام المومنین کہتے ہین۔ نہین۔ بلکہ ہم ہی لوگونکے سبب سے تو
ام المومنین کہلائی جاتی ہے۔ ورنہ تو صرف ام رومانی کی بیٹی ہے۔ اور تیرے
باپ کو صدیق کہتے ہین۔ او وہ بوقحافہ کا لڑکا ہے۔ وہ بھی ہمارے ہی
سبب سے صدیق مشہور ہوا۔ عائشہ نے کہا کہ ہمپر احسان رکہتے ہو یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرتے ہو۔ عبد اللہ نے جواب دیا کہ سچ ہے تمہارے ہی
اوپر احسان کیون نرکھین۔ قسم رسولخدا علیہ السلام کی اور قسم اوس خدا کی
کہ یکتائی جسکی صفت خاص ہے کہ اگر تجہہ مین سے ایک بال یا ایک ناخن بھی ایسا
ڈہونڈنا چاہین کہ جو مصطفے علیہ السلام کا ہووے وہ تیرے پاس ہرگز ممکن نہوگا۔
تو پھر تجہہ پر احسان کیون نرکھا جاوے۔ کچہہ اس ایک ہی احسان پر موقوف نہین
ہے بلکہ سو ہزار احسان رکھنے کی جگہہ ہمکو تجہہ پر حاصل ہے اور ظاہر ہے کہ
دنیا مین کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو مصطفے علیہ السلام کے ایک بال کی قیمت
بھی کر سکے۔ اور تو بھی منجملہ ازواج مصطفے علیہ السلام کے ایک زوجہ اون حضرت
کی تھی۔ تیرا منہہ اون بیبیون سے زیادہ خوبصورت تھا تیرا حسب و نسب
اون بیبیون سے بہت بڑہکر تھا۔ اسوقت تو امیر بنا چاہتی ہے اور تجکو
یہہ خواہش ہے کہ جو کچہہ تو کہے لوگ وہ ہی کرین۔ البتہ کوئی شخص تیرے
خلاف نہین کرتا۔ ہم لوگ گوشت اور پوست اور خون مصطفے علیہ السلام کے
ہین مصطفے علیہ السلام کی میراث اور اونکا علم ہم ہی لوگون مین ہے۔ عائشہ نے

کہا کہ خاطر جمع رکھہ کہ علی تیرے ان باتون پر توجہ نکرینگے اور جو کچھہ تو کہہ رہا ہی
اوسپر تجھہ سے خوش ہونگے - عبد اللہ نے کہا کہ مجھکو اس معاملہ مین علی کی
کوئی انعام لینا نہین ہے مین علی کو دوست رکھتا ہون اور مین علی کی باتونکو
تسلیم کرتا ہون - اس سبب سے کہ جو نسبت ہے مصطفے علیہ السلام سے
اونکو زیادہ تر قربت حاصل ہے - اور میراث و علم مین بھی علی ابن ابیطالب
مصطفے علیہ السلام سے بہت ہی نزدیک ہین اور اونکو سب سے زیادہ ترجیح
ہے - اسلیئے کہ مصطفے علیہ السلام کے بہائی ہین - اور آپ نکے چچا کے بیٹے
ہین اور اونکی دختر کے شوہر ہین - اور آپ نکے فرزندون کے باپ ہین اور
اونکے علم کے دروازہ ہین اور آپ نکے میدان جنگ کے پہلوان ہین - اور
تجکو علی سے کیا نسبت ہے کیونکہ ہم لوگون نے جو کچھہ تیرے اور تیرے باپکے
حق مین کیا ہے تم لوگ اوسی احسان کا حق نہین ادا کر سکتے یہہ کہا اور عائشہ
کے نزدیک سے اوٹھہ کھڑا ہوا - اور خدمت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین آیا
اور جو کچھہ تقریر اوس سے اور عائشہ سے ہوئی تھی بیان کی امیر المومنین نے
فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ تجکو اوس کے پاس بہیجنا نچاہیئے تھا - یہہ کہکر فرمایا
کہ جناب مصطفے علیہ السلام کے مرکب پر زین باندہا جاوے جب زین باندہا
گیا تو اوسپر سوار ہو کر مکان عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر پہونچے - اور اجازت
چاہکر اندر گئے دیکہا کہ عائشہ بیٹھی رو رہی ہین - اور ایک جماعت زنان بصرہ
اوسکے گرد بیٹھی تھین اور رو رہی تھین زوجہ عبد اللہ بن خلف الخزاعی نے جب
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو دیکہا تو چلانے لگی اور اوسکی خاندان کی عورتین کہ
وہین پر سب جمع تھین اوسکے ساتھہ ہمزبان ہو کر امیر المومنین کیطرف منہ کر کے
چلا چلا کر کہنے لگین - کہ اے دوستون کے قاتل اور جمعیت کے پریشان کرنے

والے اللہ تعالے تیرے لڑکونکو بھی اوسیطرح یتیم کرے جیسا کہ تونے فرزندان
عبد اللہ کو یتیم کیا ہے - امیر المومنین نے اوسکو پہچان لیا - اور فرمایا کہ توجو مجکو
دشمن سمجھتی ہے اسمین مین تجکو ملامت نہین کرتا اسلئے کہ تیرے دادا کو بروز بدر
اور تیرے چچا کو بروز احد اور تیرے شوہر کو کل مینے ہی قتل کیا ہے - اور اسوقت
جیسا تونے مجکو قاتل دوستان تبلایا اگر مین فی الحقیقت قاتل دوستون ہی کا
ہوتا تو اسوقت ہر شخص کو جو اس گھر مین موجود ہے قتل کر ڈالتا یہہ کہکر عائشہ کی
طرف متوجہ ہوا - اور فرمایا کہ ان کتون سے تو ہی جیپر شور کر رہی ہے - تو
خوب سمجھ رکھ کہ اگر مجکو آرام خلائق منظور نہوتا تو اسوقت ان سب کو اس گھر سے
باہر لاکر کتون کیطرح قتل کر ڈالتا - عائشہ یہہ بات سُنکر چپکی ہو رہین اور اون
عورتون نے بھی امیر المومنین کو جو غصہ مین دیکھا تو مارے ڈر کے کوئی بات
منہہ سے نکسکین - پس امیر المومنین نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا خدا
تعالےٰ نے تجکو حکم نہین دیا ہے کہ اپنے گھر مین پردے کے اندر بیٹھی رہ
اور گھر سے باہر نہ نکل - حالانکہ تو گھر سے باہر نکل آئی اور گنہگار خدا ہوئی - اور
اپنے کو معرکہ جنگ مین ڈالدیا - اور لوگونکو میری لڑائی پر ترغیب دیتی رہی
تجھے یہہ خیال بھی نہ آیا کہ خدا تعالے نے ہماری ہی سبب سے تجکو بزرگی
دی ہے - یہہ ہمارے ہی رشتہ داری کا سبب ہے جو تو ام المومنین مشہور
ہوئی - اب اوٹھہ اور اوس گھر مین چلی جا جہان مصطفےٰ علیہ السلام تجکو چھوڑ گئے
تھے - اور خبردار کہ پھر زندگی بھر اوس گھر سے باہر نہ نکلنا - یہہ باتین ارشاد
فرما کر امیر المومنین عائشہ کے پاس سے باہر چلے آئے - دوسرے دن امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاس
بھیجا - حسن نے عائشہ سے کہا کہ امیر المومنین نے اسوقت یہہ قسم کھائی ہے

کہ قسم اوس خدا کی جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے کہ اگر اسیدم تو اونٹھکر مدینہ کی طرف نہ چلی جائیگی تو اب مین تیرے حق مین وہی بات کہہ ڈالونگا جو تجھکو بھی معلوم ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اوسوقت سر مین کنگھی کر رہی تھین۔ اور داہنی چوٹی کو گوندھ چکی تھین بائین چوٹی باقی تھی کہ جب حسن رضی اللہ عنہ نے یہہ پیغام اکر دیا۔ اس بات کے سنتے ہی بائین چوٹی بے گوندھی چھوڑکر فوراً اوٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ میری سواری جلد لاؤ کہ مین مدینہ کی طرف ابھی روانہ ہوجاؤن ایک عورت جو خاندانِ مہالبہ مین سے تھی اور جو عائشہ کے پاس ہوجود تھی کہنے لگی کہ اے اُم المومنین عبد اللہ ابن عباس تمہارے پاس آئے اور تمسے ہر طرح کی گفتگو کرتے رہی لیکن تمنے اونکو بہت سخت جواب دیے کہ وہ تمہاری پاس سے چلے گئے۔ اور پھر دوسرے روز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ خود تمہارے پاس آتے اور تمہارے اور امیر المومنین کے بیچ مین بہت کچھہ باتین ہوئین۔ مگر تمکو کچھہ بھی پریشانی نہوئی اور نہ اپنے مقام سے تمنے جنبش کی۔ مگر مجھکو تعجب ہے کہ اس لڑکے کی بات سے تمہارے اسقدر پریشان اور مستعد روانگی مدینہ ہوجانے کا کیا سبب ہی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ مجھکو حسن کی بات پر اسوجہ سے بیقراری ہوئی کہ وہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جسکو سیاہی چشم مبارک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت منظور ہو۔ وہ سیاہی چشم حسن پر نظر کرے۔ علاوہ اسکے ایک بات اور بھی ہے جو زبانِ علی پر جاری ہوئی اور جسکا اشارہ معرفت حسن کے بطور پیغام میرے پاس کہلا بھیجا تھا مین اس سے لاچار ہوگئی اور اس بات کو کان لگا کر سنا اور اسیر یہہ لحاظ کیا کہ اب بصرہ سے مدینہ کیطرف چلا جانا ہی بہتر ہے اس عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمکو قسم خدائے سبحانہ تعالےٰ کی کی

دیتی ہون اور اوسکے رسول محمد علیہ السلام کا واسطہ دلاتی ہون کہ مجکو بتلا دو کہ وہ
کیا بات ہے کہ جسکے سبب تمکو ایسا اضطراب پیدا ہوگیا۔ عائشہ نے کہا کہ اب
تو مجکو قسمین دے رہی ہے لہذا مین تجہہ سے بیان کرتی ہون کہ ایک مرتبہ مصطفی
علیہ السلام کسی لڑائی سے بہت سا مال و متاع لائے تھے اور اوسکو اپنے
اصحاب پر تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے مین ہم چند ازواج مصطفی علیہ السلام
کے اوس مال مین سے اونسے کچہہ مانگنے لگی اور ہم سب بہت کچہہ منتین بھی کرنے
لگی۔ مصطفی علیہ السلام ہماری منت و الحاح سے پریشان ہوئے علی رضی اللہ
عنہ اسوقت موجود تھے کہ اوس الحاح پر ہمکو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے
کہ بہت منت نکرو خاموش رہو کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہوتے ہین یہ سن
سنکر ہملوگ علی سے سخت کلامی کرنے لگے اور علی کو رنجیدہ کیا تو علی نے
کلام اللہ کی اس آیت کو پڑہا عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ
ازواجا خیرا منکن جسکے معانی یہہ ہین کہ نزدیک ہی کہ پروردگار
اسکا تمکو طلاق دے تاکہ بعوض اوسکے اسے دوسری بیبیان دیوے جو تمسے
بہتر ہون مگر ہم لوگ دوسری بار پہر الحاح کرنے لگے اور سخت کلامی کرتے
رہے رسول علیہ السلام ان سخت کلامیون سے جو کہ ہم لوگ نسبت علی
کے کرتے تھے ناخوش ہوئے اور بہت غصہ کیا اور علی کو فرمایا کہ یا
علی مینے طلاق ان اپنی ازواج کا تمہارے اختیار مین دیدیا۔ انہین سے تم
جسکو جب طلاق دیدو وہ میرے زوجیت سے خارج اور میرے نکاح سے
ساقط ہوجاویگی۔ اور اس طلاق کا کوئی وقت معین نہین فرمایا کہ میری حالت
حیات مین یا بعد وفات میرے طلاق دو لہذا مجکو خوف ہے کہ اگر حضرت
ارشاد علی پر عمل نکرین اور علی مجکو طلاق دیدین تو شرف زوجیت مصطفی

مصطفیٰ علیہ السلام سے بھی محروم اور دولتِ ابدی سے بے بہرہ ہو جاؤنگی یہی سبب ہے کہ اسیوقت روانہ مدینہ ہوتی ہوں - یہہ کہکر فوراً بصرہ سے مدینہ کیطرف روانہ ہوئین - امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے عورات بصرہ کی ایک جماعت کو بلاکر حکم دیا کہ عمامے باندھ لین اور لباس مردانہ پہنکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ جاوین - جب یہہ عورتین اسطرح ہمراہ چلین تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ مجکو مردون کی جماعت کے ہمراہ اسقدر راہ دور دراز پر روانہ کیا ہے - یہہ سنکر ایک عورت اپنی اونٹ کو عائشہ کے قریب لے آئی اور اپنا مونہہ کھولدیا اور کہا کہ اے ام المومنین ہم سب عورتین ہی ہین جو بلباس مردانہ تمہارے ہمراہ چلتی ہین - کیونکہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ہمکو حکم فرمایا ہے کہ بشکل مردانہ ہم تمہارے ہمراہ رہین تاکہ اثناء راہ مین کوئی ہمکو نظر بد سے نہ دیکھے جس سے کوئی خرابی یا نقصان پہونچے جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ وہ سب کی سب عورتین ہین تو خوش ہوئین اور امیر المومنین کا احسان مانا اور جو شکایت مردون کی ہمراہی کے معاملہ مین کی تھی وہ شکر سے تبدیل کی جب مدینہ مین پہونچین اپنی کوٹھری مین جا بیٹھین اور ان سب عورتون کو اچھی طرح بصرہ کی جانب واپس کیا اور جو حرکتین کہ کرچکی تھین ان سے نہایت پشیمان ہوئین - اور جسوقت جنگ جمل کا خیال کرتی تھین اسقدر روتی تھین کہ مقنعہ آنسوؤن سے تر ہوجاتا تھا اور بیہوش ہوجاتی تھین اور کبھی کبھی یہہ بھی کہتی تھین کہ کاش سفر بصرہ سے ۳۰ سال پہلے مین مرگئی ہوتی تاکہ ایسی حرکت مجھسے سرزد نہوتی - ناقلان اخبار بیان کرتے ہین کہ روز جنگ جمل لشکر عائشہ مین اصحاب جمل ۳۰ ہزار مرد سوار و پیادہ دیکھے تھے - بلکہ اس سے بھی زیادہ تھے - اور لشکر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین ۲۰ ہزار سوار و پیادہ تھے -

لشکر علی رضی اللہ عنہ مین سے ایک ہزار ۷ سو مرد شہید ہوئے اور اصحاب
جمل مین ۹ ہزار مرد صرف ایک ہی خاندان آزد مین اور ۳ ہزار مرد خاندان ضبہ
مین اور دو ہزار مرد خاندان ناجیہ مین اور ۳ سو مرد خاندان بنی بکر و بن ایل مین اور
۸۰۰ مرد بنی حنظلہ مین اور ۹۰۰ مرد خاندان بنی عدی مین اور ۹۰۰ مرد جوان سب کی
دوست و احباب سے تھے جملہ ۱۸ ہزار آدمی قتل ہوئے - کہتے ہین کہ کسی شخص نے
جو خاندان تمیم بن مرہ مین سے تھا عبدالرحمن بن صرة التنوحی سے جسنے شتر عائشہ
کے پانون قلم کئے تھے پوچھا کہ تو نے عائشہ کے اونٹ کے پانون کیون کاٹ
ڈالے تنوحی نے جواب دیا کہ تو یہ کیسی بات پوچھ رہا ہے - اگر مین اوسپر و عائشہ
کے اونٹ کے پانون کاٹ نہ ڈالتا تو لشکر عائشہ مین سے ایک شخص بھی زندہ
باقی نہ بچتا لہذا وہ تمام لڑائی بوجہ پے کرنے شتر عائشہ کے تمام ہو گئی اور سب
جنگ و نزاع موقوف ہوئی - القصہ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے جنگ
جمل سے فراغت پائی اور سب جنگ و نزاع دور دفع ہوئی تو چند روز امیر المومنین
نے بصرہ مین اور قیام فرمایا اسکے بعد یہہ مناسب ہوا کہ مع لشکر یہان سے کوفہ
کی سمت چلنا چاہیئے - لہذا ارشاد فرمایا کہ ایک منبر لشکر گاہ مین رکھدیا جاوے -
جب منبر رکھا گیا تو آپ اوسپر تشریف لیگئے اور حمد باریتعالی انتہائے فصاحت
و بلاغت کے ساتھہ ادا فرما کر مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائے درود بھیجے اور
چند کلمات اسی جنگ و مخاصمت کے معاملہ مین جو درمیان امیر المومنین اور قوم بصرہ
وغیرہ کے ہوئی تھے ارشاد کیئے - منذر بن جارود العبدی کھڑا ہو گیا - اور فتنہ و فسادات
زمانہ آخر کا حال دریافت کرنے لگا - امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کیفیت
اون فتنہ و فسادات کی جو زمانہ آخر مین پیدا ہونگے - ایسے مفصل بیان فرمائی - اور طرح
طرح کے عجائب و غرائب جو بعد انتقال مصطفے علیہ السلام دنیا مین پیدا ہوتے جاینگے اسکی

شرح بیان کیے - کہ سب سننے والے چارون طرف زار زار رو رہے تھے اور امیرالمومنین کے کمالات و فضائل و بلاغت پر تحسین و آفرین کا شور برپا تھا - اسی خطبہ کے آخر مین امیرالمومنین نے فرمایا کہ اے مسلمانو مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یون سُنا ہی کہ قیامت اونہین لوگون پر آویگی جو کہ دنیا مین شرارت پیشہ ہین - اور قیامت جمعہ کے دن یکم ماہ محرم کو آئیگی - یہہ کہکر فرمایا کہ اے مسلمانو ان اپنے دلون مین اُسی دن کا خوف کرو اور اعمال صالحہ و کارہاے نیک کرنے مین نہایت کوشش کرو تاکہ دنیا کی شرارت پیشون مین کہین تمہارا بھی شمار نہو جاوے - مورخ اس کتاب کا ابو محمد احمد بن اعثم الکوفی رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے کہ خود مینے یہہ تمام حالات ثقہ لوگون اور راویون اور معتبر شخصون سے اور ایسی جماعت سے جو سچ سچ بولنے اور نیک نیتی کے برتاو کرنے مین معروف اور مشہور تھے پوشیدہ اور علانیہ سُنے ہین گو یہہ امور الفاظ مختلف مین تھے مگر چونکہ سب کے ایک ہی معنی تھے لہذا ایک ہی ڈھنگ پر مینے اسکو تحریر کیا ہی فقط

تمت

الحمد للہ کہ این کتاب لاجواب از قلم شکستہ رقم عاصی پر معاصی
ازلی گنہگار لم یزلی سید فرزند علی لکھنوی غفر اللہ ذنوبہ
تلمیذ یافتہ جناب فیضماب خوشنویس خفی و جلی
سید قائم علیصاحب متخلص بہ خواہان
ساکن اشہر بانس بریلی محلہ
سید ڈوڈھنی بتاریخ ہ ماہ جون
۱۸۸۶ عیسوی
ترتیب یافت

ضمیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منقول از کتاب مروج الذہب تصنیف ابوالحسن علی مسعودی متوفی ۳۴۶ھ ۔ منذر بن
جارود عبدی سے منقول ہے کہ جب جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ بصرہ
میں تشریف لائے تو جانب طف سے داخل ہوے اور مقام زاویہ میں رونق افروز
ہوے تو میں اونکے دیکھنی کو اپنے گھر سے نکلا ۔ اور دیکھا کہ اولاً ایک لشکر قریب
ہزار سوار کے آیا جنکا پیشرو ایک گھوڑے اشہب پر سوار تہا جو ٹوپی اور سفید لباس
پہنے ہوے اور ایک تلوار لٹکائے ہوئے تہا اور رایت اوسکے پاس تہا اور
میں نے دیکھا کہ قوم کے عمامے اکثر سفید اور زرد تھے اور وہ لوگ پوری مسلح تھے ۔
تو میں نے پوچھا کہ یہہ سردار کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہہ حضرت ابو ایوب انصاری
رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ ہیں اور یہہ قوم انصار
وغیرہم ہیں ۔ بعد ازاں اونکے متصل ہی ایک اور سردار اسپ پر سوار آئے
جنکا عمامہ زرد اور لباس سفید تہا اور تلوار لٹکائے اور کمان دوش پر تھی اور اشقر
گھوڑے پر سوار تھے اور تخمیناً ہزار سوار اونکے ساتھ تھے میں نے پوچھا یہہ کون
ہیں لوگوں نے کہا کہ یہہ خزیمہ بن ثابت انصاری صاحب شہادتین ہیں ۔ بعد ازاں
ایک اور سردار کمیت گھوڑے پر سوار زرد عمامہ باندہے ہوے جنکے نیچے
سفید ٹوپی تھی اور قبا سفید پہنے ہوے تھے تلوار لٹکائے ہوئے اور کمان بردوش

تخمیناً ہزار سوار اونکے ساتھ تھے اور رایت اونکے پاس تھا مینے پوچھا کہ یہ کون
ہین لوگون نے کہا کہ یہہ ابو قتادہ بن ربعی ہین - پھر ایک اور سردار اسپ اشہب پر
سوار سفید لباس سیاہ عمامہ جسکے دونون طرفین آگے اور پیچھے آویزان تھی اور نہایت
گندم گون تھے اور جبین پر سکینہ اور وقار غالب تہا قرآن شریف باواز بلند پڑھتے ہوے
تلوار لٹکائے ہوئے کمان بردوش آئے جنکا رایت سفید تہا تخمیناً ہزار سوار لوگ تھے
جنکے عمامہ مختلف تھے اور اونکے گرد بوڑھے اور ادھیڑ اور جوان لوگ تھے اور ایسے
باوقار کہ گویا وہ لوگ خداوند تعالے کے سامنے حساب کو کھڑے ہوئے ہین
اور نشانِ سجدات اونکی پیشانیون پر نمایان تھے - مینے پوچھا کہ یہہ سردار کون
ہین لوگون نے کہا کہ حضرت عمار بن یاسر اور چند اصحاب کرام مہاجرین وانصار
اور اونکے بیٹے ہین - پھر آئے ایک سردار فرس اشقر پر سوار سفید لباس
وکلاہ زرد عمامہ باندہے ہوئے کمان بردوش شمشیر لٹکائے ہوئے تھے کہ اونکے
پاون زمین پر خط کہینچتے تھے ہزار سپاہی ہمراہ جنکے عمامون پر زردی اور سفیدی
غالب تھی اور زرد نشان اونکے پاس تہا - مینے پوچھا کہ یہہ کون ہین لوگون
نے کہا کہ یہہ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری ہین اور اونکے ہمراہ چند انصاری
اور اونکے بیٹے اور سوائے اونکے بنی قحطان سے ہین - پھر آئے ایک سردار
اسپ اشغل پر سوار جس سے زیادہ خوبصورت مینے کوئی نہین دیکھا تہا - سفید لباس سیاہ
عمامہ جسکے دونون طرفین آپنے آگے اور پیچھے لٹکائین تھین اور نشان ہاتھہ مین تھا
مینے پوچھا کہ یہہ کون ہین لوگون نے کہا کہ یہہ حضرت عبد اللہ بن عباس مع اپنی گروہ
اور یارون اور اصحاب کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین - بعد ازان ایک
اور لشکر آیا اونکا سردار پہلے سردار کے مشابہ تہا مینے پوچھا یہہ کون ہے لوگون نے
کہا عبید اللہ بن عباس ہین رضی اللہ عنہما - ہمراہ اسکے مثل ایک اور لشکر آیا اوسکا

سردار پہلے دونوں سرداروںکے مشابہ تہا۔ مینے پوچہا کہ یہہ کون ہین لوگون نے
کہا کہ یہہ قثم بن عباس یا عبداللہ بن عباس ہین۔ بعد ازان لشکر اور نشان یکے بعد
دیگرے آنے لگے اور نیزہ باہم ملگئے۔ پھر ایک لشکر آیا جسمین بہت سی لوگ مسلح اور مختلف
نشانوں کے تہی اون سبکے آگے ایک بڑا جہنڈا تہا اوس گروہ کے آگے ایک سردار
سوار قوی بازو جسکی نظر زمین کیطرف بہ نسبت آسمان کے زیادہ تہی تشریف لائے
اونکے داہنی ہاتہہ کیطرف ایک خوبصورت جوان اور اونکے دست چپ کیطرف
دوسرا خوبصورت جوان اور اون سبکے آگے تیسرا جوان اون دونون کے
مانند تہا۔ مینے پوچہا یہہ کون ہین مجہے کہا گیا کہ یہہ جناب علی ابن ابیطالب ہین
اور اونکے دست راست اور دست چپ پر حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین
ہین اور اونکے سامنے محمد بن الحنفیہ ہین جنکے پاس بڑا جہنڈا ہے۔ اور یہہ اونکے
پیچہے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہین۔ اور یہہ اولاد عقیل وغیرہم جوانان بنی ہاشم
ہین۔ اور یہہ مشایخ اہل بدر مہاجرین اور انصار سے ہین۔ پس جناب امیر المومنین
موضع معروف زاویہ مین فروکش ہوئے اور چار رکعتین پڑہین اور سر مبارک کو
خاک آلودہ کیا جسمین اشکہای مقدس ملگئے تہے پہر سجدہ سے اوٹہی اور یہہ دعا پڑہی
کہ۔ ای آسمانون اور اوسکے اشیاے زیرین کے اور زمینون اور اونکی اوپر کی چیزونکے
پروردگار اور عرش عظیم کی مالک یہہ بصرہ ہی مین اوسکی خیر تجہسی مانگتا ہون اور اوسکے شر سے تیری
پناہ چاہتا ہون الہی تو مجکو اچہا اوتارنا اوتار اور تو عمدہ اوتارنے والا ہی۔ الہی یہہ قوم
مجہسی باغی ہوگئی اور میری اطاعت سے باہر ہوگئی اور میری بیعت کو توڑدیا۔ الہی مسلمانونکی
خون بچا فقط انتہی موضع الحاجتہ من الکتاب المذکور فقط

تمام شد